انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

(ارشاد نبوی)

عقیدۂ ختمِ نبوّت

اور

فتنۂ قادیانیت

مرتبہ

محمد عثمان الوری

ناشر

مکتبہ مدنیہ، بادشاہی روڈ، مسجد اقصیٰ کراچی ۵

ملنے کا پتہ

اسلامی کتب خانہ جامع مسجد علامہ

بنوری ٹاؤن کراچی ۵

أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ ۝ (ارشاد نبوی)

عقیدۂ ختم نبوت

اور

فتنۂ قادیانیت

مُرتّبہ

محمد عثمان الوری

ناشر

مکتبہ مدنیہ بادشاہی روڈ مسجد اقصیٰ کراچی ۵۳

ملنے کا پتہ

اسلامی کتب خانہ جامع مسجد علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

ہدیہ ۵۰/۸

مطبوعہ المخزن پرنٹرز

اعلامیہ واجبہ

شہیدانِ ختمِ نبوت ساہیوال

بزبانِ شورش کاشمیریؒ

قادیاں کے زلہ خواروں کو نپٹایا جائے گا
غیرتِ اسلام کا ڈنکا بجایا جائے گا

صورتِ حالات کے ویرانہ آثار ہیں
دبدبہ فاروقِ اعظمؓ کا بٹھایا جائے گا

کٹ مروں گا خواجۂ کونین کے ناموس پر
سر کوئی شے ہی نہیں یہ بھی کٹایا جائے گا

جانتا ہوں اہلِ ربوہ کے سیاسی پیچ و خم
کافرانِ دینِ قیم کو جھکایا جائے گا

گونجتا ہے نعرۂ تکبیر ہر میدان میں
ایشیا میں اس کی ہیبت کو بٹھایا جائے گا

مسندِ میرِ اممؐ کے وارثوں کو بے خطر
کھینچ کر اسلام کی چوکھٹ پہ لایا جائے گا

عزتِ کونین میں لعنت ہے دلِ زشتِ اسلام
استقامت کے حریفوں کو مٹایا جائے گا

دار کے تختے پہ کھینچا ہو کر میں ڈرتا نہیں
جھنگ کے بیلوں سے ربوہ کو اٹھایا جائے گا

قادیانی ارضِ پاکستان میں یا عجب؟
راز کیا ہے ایک دنیا کو بتایا جائے گا

سرزمینِ پاک میں سرمایہ داری کا وجود
اب مٹانا ہی پڑا ہے تو مٹایا جائے گا

طاہر احمد چیز کیا ہے گلجڑی گنجی کو بخش
ارتداد اس کا زمانہ کو دکھایا جائے گا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افتتاحیہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۰

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل فرما کر احسان عظیم فرمایا ہے۔ اسی طرح آپ کی ذات اقدس پر ختم نبوت کو ختم فرما کر خاتم النبیین کا خصوصی اعزاز عطا فرمایا ہے۔ اسی لئے یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ نہ آئندہ کوئی نیا دین ہوگا اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی نیا نبی۔ لہٰذا ملت اسلامیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کا آخری پسندیدہ دین ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ چونکہ دونوں باتیں لازم وملزوم ہیں اس لئے اب نہ کوئی نیا دین موجود ہوگا اور نیا نبی مرتد جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں پہلا اجماع منکرین ختم نبوت کے خلاف کے لئے ہوا۔ آج چودہ صدیاں گزر گئے لیکن مسلمانوں کے علاوہ دیگر تمام اہل مذاہب بھی کسی نبی کی آمد کو تسلیم نہیں کرتے وہ بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی آخری نبی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ قرآن وسنت اور اجماع امت میں ہمیشہ متفق علیہ رہا ہے۔ مگر ہندوستان میں انگریزی سامراج نے مسلمانوں میں فتنہ اور فساد پیدا کرنے اور اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے قادیان پنجاب سے مرزا غلام قادیانی شخص کو استعمال کر کے اس خود کاشتہ نبی سے خود ساختہ مرزائی مذہب ایجاد کرایا جس کے بعد اس نے کئی دعوے عجیب وغریب قسم کے کئے اور لوگوں کو اپنی جعلی نبوت کی جانب متوجہ کر کے جس سے صرف چند گمراہ ذہن سادہ لوح دیہاتی اور چند سازشی لوگ یا انگریز کی سرکار کے گماشتے ہی اس کے حلقے میں شامل ہو سکے۔ ہند وپاک کے علماء نے اس کا محاسبہ اور تعاقب کیا اور اس کی جعلی، ظلی بروزی نبوت سے لوگوں کو آشکار کیا تو چند

سالوں میں عوام اور خواص کو ان کی حقیقت معلوم ہونے پر اسلامی اور قانونی عدالتوں میں اس کو کافر اور مرتد قرار دے دیا گیا۔ اور قیام پاکستان کے بعد ۵۳ء اور ۷۴ء کی اسلامی تحریکوں میں عوام نے انہیں ہر طرح مسترد کرتے ہوئے انہیں اسمبلی میں کافر قرار دلا کر وفاقی شرعی عدالت کی توثیق سے کیفر کردار تک پہنچا کر اقلیت اور غدار قرار دلا کر ہی اظہار اطمینان حاصل کیا۔ جب برصغیر میں یہ گروہ بے نقاب ہو گیا تو انہوں نے یورپ امریکہ افریقہ جرمنی، برطانیہ، فرانس، کینیڈا وغیرہ میں فرار ہو کر وہاں مظلوم بن کر سیاسی پناہ کی بھیک مانگنا شروع کر دیا اور ان کے فرار کے بعد ان کا مذہبی اور سیاسی چوہدری مرزا طاہر بھی عوام کے خوف سے ملک سے فرار ہو گیا۔ اب وہاں مسلمانوں میں اور سادہ لوح لوگوں میں مرزائیت کی اشاعت کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کا اسلام سے کوئی رشتہ یا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے ظاہر ہے۔ پیشِ نظر کتاب میں ان کا اجمالی تعارف پیش خدمت ہے۔ جس میں ان کی پوری حقیقت اور اسلام کی صداقت اور ان کی سازش و شرارت اور منافقت کو انکی کتابوں سے پیش کیا ہے۔ انشاءاللہ یہ قبول عام ہو گی اور نافع عوام بھی ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دست بہ دعا ہیں کہ اللہ کریم ہماری اس ادنیٰ سی خدمت کو قبول فرمائیں اور تمام حاجات اور دعاؤں کو اپنے نبی کریم خاتم النبیین شفیع المذنبین کے صدقے میں قبول فرمائیں اور ہمیں تمام فتنوں، حادثوں آفات بلیات سے محفوظ فرمائیں، آمین۔ آخر میں اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں تعاون کرنے والے احباب کیلئے تمام قارئین، دوستوں بزرگوں سے التماس کرتا ہوں کہ ان کیلئے خصوصی دعائیں فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید دینِ حق کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے اور انکے جان و مال میں برکت عطا فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین

خادم ختم نبوت محمد عثمان انوری ۳ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ بروز جمعہ بعد عصر مطابق ۲۲/۱/۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى مَنْ تَبِعَهُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے، وہ یہ ہے کہ، نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ "ختم نبوۃ" کے نام سے معروف ہے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنیٰ اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزو ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلا مبالغہ بیسیوں آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مفصل کتابیں بھی شائع ہوچکی ہیں۔

یہاں ان تمام آیات اور احادیث کو نقل کرنا غیر ضروری بھی ہے اور موجب تطویل بھی۔

البتہ یہاں جس چیز کی طرف بطور خاص توجہ دلانا ہے وہ یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیدۂ ختم نبوت کی سینکڑوں مرتبہ توضیح کے ساتھ یہ پیشگی خبر بھی دی تھی کہ:

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔"

{صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵۴ جلد ۲ کتاب الفتن اور
صحیح مسلم صفحہ ۳۹۷ جلد ۲ کتاب الفتن}

نیز ارشاد فرمایا تھا کہ:

إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

{ابوداؤد ص ۲۳۴ جلد ۲ باب الفتن
ترمذی ص ۴۵ جلد ۲ ابواب الفتن}

"قریب ہے کہ میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔"

اس حدیث میں آپؐ نے اپنے بعد پیدا ہونے والے مُدعیانِ نبوت کے لیے "دجال" کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے لفظی معنی ہیں: "شدید دھوکہ باز" اس لفظ کے ذریعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری اُمت کو خبردار فرمایا ہے کہ آپؐ کے بعد جو مدعیانِ نبوت پیدا ہوں گے وہ کھلے لفظوں میں اسلام سے علیحدگی کا اعلان کرنے کے بجائے دجل و فریب سے کام لیں گے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے نبوت کا دعویٰ کریں گے اور اس مقصد کے لیے اُمت کے مسلّم عقائد میں ایسی گڑبڑ کی کوشش کریں گے جو بعض ناواقفوں کو دھوکے میں ڈال سکے۔ اس دھوکے سے بچنے کے لیے اُمت کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

چنانچہ آپؐ کے ارشادِ گرامی کے مطابق تاریخ میں آپؐ کے بعد جتنے مدعیانِ نبوت پیدا ہوئے اُنہوں نے ہمیشہ اسی دجل و تلبیس سے کام لیا اور اپنے آپکو مسلمان ظاہر کر کے

اپنے دعوائے نبوت کو چمکانے کی کوشش کی۔ لیکن چونکہ اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس بارے میں مکمل روشنی پا چکی تھی، اسلئے تاریخ میں جب کبھی کسی شخص نے اس عقیدے میں رخنہ اندازی کر کے نبوت کا دعویٰ کیا تو اُسے باجماعِ اُمّت ہمیشہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ قرونِ اولیٰ کے وقت سے جس کسی اسلامی حکومت یا اسلامی عدالت کے سامنے کبھی مدعئ نبوت کا مسئلہ پیش ہوا تو حکومت یا عدالت نے کبھی اس تحقیق میں پڑنے کی ضرورت نہیں سمجھی کہ وہ اپنی نبوت پر کیا دلائل و شواہد پیش کرتا ہے؟ اس کے بجائے صرف اس کے دعوائے نبوۃ کی بنا پر اُسے کافر قرار دے کر اس کے ساتھ کافروں ہی کا سا معاملہ کیا۔ وہ مسیلمہ کذاب ہو یا اسود عنسی یا سجاح یا طلیحہ یا حارث، یا دوسرے مدعیانِ نبوت، صحابۂ کرامؓ نے ان کے کفر کا فیصلہ کرنے سے پہلے کبھی یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ عقیدۂ ختمِ نبوت میں کیا تاویلات کرتے ہیں، بلکہ جب اُن کا دعوائے نبوت ثابت ہو گیا تو انہیں بالاتفاق کافر قرار دیا اور اُن کے ساتھ کافروں ہی کا معاملہ کیا۔ اس لیے کہ ختمِ نبوت کا عقیدہ اس قدر واضح، غیر مبہم، ناقابلِ تاویل اور جو طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے کہ اس کے خلاف ہر تاویل اُسی دجل و فریب میں داخل ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار کیا تھا۔ کیونکہ اگر اس قسم کی تاویلات کو کسی بھی درجے میں گوارا کر لیا جائے تو اس سے نہ عقیدۂ توحید سلامت رہ سکتا ہے نہ عقیدۂ آخرت، اور نہ کوئی دوسرا بنیادی عقیدہ۔ اگر کوئی شخص عقیدۂ ختمِ نبوت کا مطلب یہ بتانا شروع کر دے کہ تشریعی نبوت تو ختم ہو چکی لیکن غیر تشریعی نبوت باقی ہے تو اسکی یہ بات بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ عقیدۂ توحید کے مطابق بڑا خدا تو صرف ایک ہی ہے لیکن چھوٹے چھوٹے معبود اور دیوتا بہت سے ہو سکتے ہیں، اور وہ سب قابلِ عبادت ہیں۔ اگر اس قسم کی تاویلات کو دائرہ اسلام میں گوارا کر لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام کا اپنا کوئی عقیدہ، کوئی فکر، کوئی حکم اور کوئی اخلاقی قدر متعین نہیں ہے بلکہ (معاذ اللہ) یہ ایک ایسا جامہ ہے جسے

دُنیا کا بدتر سے بدتر عقیدہ رکھنے والا شخص بھی اپنے اُوپر فِٹ کر سکتا ہے۔ لہٰذا اُمّتِ مُسلمہ قرآن و سُنّت کے متواتر ارشادات کے مُطابق اپنے سرکاری احکام، عدالتی فیصلوں اور اجتماعی فتاویٰ میں اسی اُصول پر عمل کرتی آئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کسی شخص نے نبوت کا دعوےٰ کیا، خواہ وہ مسیلمہ کذاب کی طرح کلمہ گو ہو، اُسے اور اُس کے متبعین کو بلا تأمل کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا چاہے وہ عقیدۂ ختمِ نبوت کا کھُلم کھُلا منکر ہو، یا مسیلمہ کی طرح یہ کہتا ہو کہ آپ کے بعد چھوٹے چھوٹے نبی آسکتے ہیں یا سجاح کی طرح یہ کہتا ہو کہ مَردوں کی نبوت ختم ہو گئی اور عورتیں اب بھی نبی بن سکتی ہیں، یا مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اس بات کا مدعی ہو کہ غیر تشریعی ظلّی اور بروزی اور اُمّتی نبی ہو سکتے ہیں۔

اُمّتِ مُسلمہ کے اِس اصول کی روشنی میں جو قرآن و سُنّت اور اجماعِ اُمّت کی رُو سے قطعی طے شدہ اور ناقابلِ بحث و تاویل ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کے مندرجہ ذیل دعووں کو ملاحظہ فرمائیے:-

"سچا خُدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔"

(دافع البلاء، طبع سوم قادیان ۱۹۴۶ء ص۱۱)

"میں رسول اور نبی ہوں، یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے، میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"

{نزول مسیح ص۳ حاشیہ، طبع اوّل مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۰۹ء}

"میں اس خُدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

"میں جب کہ اِس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خُدا کی

طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں"۔

(ایک غلطی کا ازالہ صہ مطبوعہ قادیان ۱۹۰۱ء)

"خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء علیہم السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحٰق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمدؐ اور احمد ہوں"۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی صہ ۷۲ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

"چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا، حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے، حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا بار، پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے"۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ اول مصنفہ ۱۹۰۲ء و مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"۔

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء مندرجہ حقیقۃ النبوۃ مؤلفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صہ ۲۷۲ صفحہ)

"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے

(نزول المسیح صہ ۹۹ طبع اول قادیان ۱۹۰۹ء)

یعنی "انبیاء اگرچہ بہت سے ہوئے ہیں مگر میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں"۔

یہ صرف ایک انتہائی مختصر نمونہ ہے ورنہ مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اس قسم کے دعووں سے بھری پڑی ہیں۔

مرزا صاحب کے درجہ بدرجہ دعوے

بعض مرتبہ مرزائی صاحبان مسلمانوں کو غلط فہمی میں ڈالنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کے ابتدائی دور کی عبارتیں پیش کرتے ہیں جن میں انہوں نے علی الاطلاق دعوائے نبوت کو کفر قرار دیا ہے لیکن خود مرزا صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ وہ مجدد، محدّث، مسیح موعود اور مہدی کے مراتب سے "ترقی" کرتے ہوئے درجہ بدرجہ نبوت کے منصب تک پہنچے ہیں۔ انہوں نے اپنے دعووں کی جو تاریخ بیان کی ہے، اُسے ہم پوری تفصیل کے ساتھ اُنہی کے الفاظ میں نقل کرتے ہیں تاکہ ان کی عبارت کو پورے سیاق وسباق میں دیکھ کر اُن کا پورا مفہوم واضح ہو سکے۔ کسی نے مرزا صاحب سے سوال کیا تھا کہ آپ کی عبارتوں میں یہ تناقض نظر آتا ہے کہ کہیں آپ اپنے آپ کو "غیر نبی" لکھتے ہیں اور کہیں اپنے آپ کو "مسیح سے تمام شان میں بڑھ کر" قرار دیتے ہیں۔ اس کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب حقیقۃ الوحی میں لکھتے ہیں:

"اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا، مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح میں ہوں، اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسولؐ نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا۔

اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے، اس لیے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔

لیکن بعد اس کے اس بارے میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا ــــ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے؟ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ...... میں اس کی پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں ...... میں تو خدا تعالیٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں، جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا۔ میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں میں نے کہا اور جب مجھ کو اس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔"

(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰ مطبوعہ قادیان ۱۹۳۴ء)

مرزا صاحب کی یہ عبارت اپنے مدعا پر اس قدر صریح ہے کہ کسی مزید تشریح کی حاجت نہیں اس عبارت کے بعد اگر کوئی شخص ان کی اس زمانے کی عبارتیں پیش کرتا ہے جب وہ دعوائے نبوت کی نفی کرتے تھے اور جب (بزعم خویش) انہیں اپنے نبی ہونے کا علم نہیں ہوا تھا تو اسے دجل و فریب کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟

مرزا صاحب کا آخری عقیدہ

حقیقت یہ ہے کہ مرزا صاحب کا آخری عقیدہ جس پر اُن کا خاتمہ ہوا یہی تھا کہ وہ نبی ہیں ، چنانچہ اُنہوں نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک ان کے انتقال کے دن اخبارِ عام میں شائع ہوا ، واضح الفاظ میں لکھا کہ :

"میں خُدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اُس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خُدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں ؟ میں اس پر قائم ہوں اُس وقت تک جو اس دُنیا سے گزر جاؤں ۔"

(اخبارِ عام ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء منقول از حقیقۃ النبوۃ مرزا محمود ص۲۷۱ و مباحثہ راولپنڈی ص۱۳۶)

یہ خط ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶ رمئی کو اخبارِ عام میں شائع ہوا اور ٹھیک اُسی دن مرزا صاحب کا انتقال ہوگیا۔

غیر تشریعی نبوت کا افسانہ

بعض مرتبہ مرزائی صاحبان کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے غیر تشریعی نبوت کا دعوٰی کیا ہے اور غیر تشریعی نبوت عقیدۂ ختمِ نبوت کے منافی نہیں لیکن دوسری مرزائی تاویلات کی طرح اس تاویل کے بھی صغریٰ کبریٰ دونوں غلط ہیں ۔ اوّل تو یہ بات ہی سرے سے درست نہیں کہ مرزا صاحب کا دعوٰی صرف غیر تشریعی نبوت کا تھا۔

مرزا صاحب کا دعوٰیٔ نبوتِ تشریعی

حقیقت تو یہ ہے کہ مرزا صاحب کے روز افزوں دعاوی کے دَور میں ایک مرحلہ ایسا بھی آیا ہے جب اُنہوں نے غیر تشریعی نبوت سے بھی آگے قدم بڑھا کر واضح الفاظ میں اپنی

وحی اور نبوت کو تشریعی قرار دیا ہے اور اسی بنا پر اُن کے متبعین میں سے ظہیر الدین اروپی کا فرقہ انہیں کھلم کھلا تشریعی نبی مانتا تھا۔ اِس سلسلے میں مرزا صاحب کی چند عبارتیں یہ ہیں۔ اربعین میں لکھتے ہیں:

"ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی اُمت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اِس تعریف کی رُو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں، کیونکہ میری وحی میں اَمر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں اَمر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اَب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالٰے فرماتا ہے، اِنَّ هٰذَا لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى۔ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے اور اگر یہ کہو کہ شریعت وہ ہے جس میں باستیفا امر اور نہی کا ذکر ہو تو یہ بھی باطل ہے، کیونکہ اگر توریت یا قرآن شریف میں باستیفاء احکام شریعت کا ذکر ہوتا تو پھر اجتہاد کی گنجائش نہ رہتی۔"

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۶ طبع چہارم مطبوعہ ربوہ)

مذکورہ بالا عبارت میں مرزا صاحب نے واضح الفاظ میں اپنی وحی کو تشریعی وحی قرار دیا ہے۔

اس کے علاوہ دافع البلاء میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔"

(دافع البلاء صفحہ ۱۳ مطبوعہ اپریل ۱۹۰۲ء قادیان)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تشریعی نبی تھے اور جو شخص آپ سے "تمام شان میں" یعنی ہر اعتبار سے بڑھ کر ہو تو وہ تشریعی نبی کیوں نہیں ہوگا؟ اسلئے یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے کبھی اپنی تشریعی نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا۔

اس کے علاوہ مرزائی صاحبان عملاً مرزا صاحب کو تشریعی نبی ہی قرار دیتے ہیں، یعنی اُن کی ہر تعلیم اور اُن کے ہر حکم کو واجب الاتباع مانتے ہیں خواہ وُہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا السلام کے خلاف ہو، چنانچہ مرزا صاحب نے اربعین ۴ میں صہ ۱۵ کے حاشیہ پر لکھا ہے:۔

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مؤا خذہ سے بچانا قبول کیا گیا اور مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا"

(اربعین ۴ صہ ۱۵ طبع اول ۱۹۱۰ء)

حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح اور صریح ارشاد موجود ہے کہ اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (ابوداؤد نحوہ) "یعنی جہاد قیامت کے دن تک جاری رہے گا۔" مرزائی صاحبان شریعتِ محمدیہ کے اس صریح اور واضح حکم کو چھوڑ کر مرزا صاحب کے حکم کی اتباع کرتے ہیں۔ اس طرح شریعتِ محمدیہ میں جہاد، خُمس، فَیٔ، جِزیہ اور غنائم کے تمام احکام جو حدیث اور فقہ کی کتابوں میں سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، اُن سب میں مرزا صاحب کے مذکورہ بالا قول کے مطابق تبدیلی کے قائل ہیں۔ اِس کے بعد تشریعی نبوت میں کون سی کسر باقی رہ جاتی ہے۔

ختمِ نبوت میں کوئی تفریق نہیں

اور اگر بالفرض یہ درست ہو کہ مرزا صاحب ہمیشہ غیر تشریعی نبوت ہی کا دعویٰ کرتے رہے ہیں تب بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ عقیدۂ ختمِ نبوت میں یہ تفریق کرنا کہ فلاں قسم کی نبوت ختم ہو گئی ہے اور فلاں قسم کی باقی ہے، اُسی "دجل و تلبیس" کا ایک جزو ہے جس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار فرمایا تھا۔ سوال یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی کون سی آیت یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کون سے ارشاد میں یہ بات مذکور ہے کہ ختمِ نبوت کے جس عقیدے کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سینکڑوں بار دُہرایا جا رہا ہے وہ صرف تشریعی نبوت کے لیے ہے اور غیر تشریعی نبوت اس سے مستثنیٰ ہے؟ اگر غیر تشریعی انبیاء کا سلسلہ آپ کے بعد بھی جاری تھا تو قرآنِ کریم کی ابدی آیات نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاکھوں احادیث میں سے کسی ایک حدیث نے، یا صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کے بے شمار اقوال میں سے کسی ایک قول ہی نے یہ بات کیوں بیان نہیں کی؟ بلکہ کھلے لفظوں میں ہمیشہ یہی واضح کیا جاتا رہا کہ ہر قسم کی نبوت بالکل منقطع ہو چکی اور اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ختمِ نبوت کی سینکڑوں احادیث میں سے خاص طور پر مندرجہ ذیل احادیث دیکھیے۔

(۱) إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (رواہ الترمذی صفحہ ۵۱ جلد ۲ ابواب الرؤیا وقال صحیح)

"بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی بس نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی۔"

یہاں اوّل تو نبی اور رسول کے ساتھ نبوت اور رسالت کے وصف ہی کو بالکلیہ منقطع قرار دیا گیا، دوسرے رسول اور نبی دو لفظ استعمال کر کے دونوں کی علیحدہ علیحدہ نفی کی گئی اور یہ بات طے شدہ ہے کہ جہاں یہ دونوں لفظ ساتھ ہوں وہاں رسول سے مُراد نئی شریعت لانے والا اور

نبی سے مُراد پرانی شریعت ہی کا متبع ہوتا ہے۔ لہٰذا اس حدیث نے تشریعی اور غیر تشریعی دونوں قسم کی نبوت کو صراحۃً ہمیشہ کے لئے منقطع قرار دے دیا۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری اوقاتِ حیات میں جو بات بطورِ وصیت ارشاد فرمائی، اس میں حضرت ابن عباس رضؓ کی روایت کے مطابق یہ الفاظ بھی تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔ (رواہ مسلمؒ والنسائی وغیرہ)

اے لوگو! مبشّرات نبوت میں سے سوائے اچھے خوابوں کے کچھ باقی نہیں رہا۔

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ۔

"بنی اسرائیل کی سیاست انبیاء علیہم السلام کرتے تھے، جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ لے لیتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا خلفاء کے بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا کہ یکے بعد دیگرے اُن کی بیعت کا حق ادا کرو۔"

{ صحیح بخاری صفحہ ۴۹۱ جلد ۱ کتاب الانبیاء
صحیح مسلم صفحہ ۱۲۶ جلد ۲ کتاب الامارۃ }

اس حدیث میں جن انبیاء بنی اسرائیل کا ذکر ہے وہ کوئی نئی شریعت نہیں لاتے تھے، بلکہ حضرت موسیٰؑ ہی کی شریعت کا اتباع کرتے تھے لہٰذا غیر تشریعی نبی تھے۔ حدیث میں آنحضرتؐ نے بتا دیا کہ میری اُمت میں ایسے غیر تشریعی نبی بھی نہیں ہوں گے۔ نیز لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کہنے کے ساتھ

آپ نے اپنے بعد آنے والے خلفاء تک کا ذکر کردیا لیکن کسی غیر تشریعی یا ظلی بروزی نبی کا کوئی اشارہ بھی نہیں دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مرزائی اعتقاد کے مطابق دنیا میں ایک ایسا عظیم نبی آنے والا تھا جو تمام انبیائے بنی اسرائیل سے افضل تھا۔ اس میں (معاذ اللہ) تمام کمالات محمدیہ دوبارہ جمع ہونے والے تھے اور اس کے تمام انکار کرنے والے کافر، گمراہ، شقی اور عذاب الٰہی کا نشانہ بننے والے تھے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ آپ کے بعد تمام نبوت کا دعوے کرنے والے دجال بتلا گئے اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا بلکہ آپ کے بعد کے خلفاء تک کا ذکر کیا گیا، لیکن ایسے عظیم الشان نبی کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا نکلتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) اپنے بندوں کو جان بوجھ کر ہمیشہ کے لئے ایک گمراہ کن دھوکے میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ علی الاطلاق ہر قسم کی نبوت کو ختم سمجھیں اور آنے والے غیر تشریعی نبی کو جھٹلا کر کافر، گمراہ اور مستحق عذاب بنتے رہیں؟ کیا کوئی شخص دائرہ اسلام میں رہتے ہوئے اس بات کا تصور بھی کر سکتا ہے۔

عربی صرف و نحو کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ عربی زبان کے قواعد کی رو سے لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ (میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا) کا جملہ ایسا ہی ہے جیسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)، لہٰذا اگر اوّل الذکر جملے میں کسی چھوٹے درجے کے غیر تشریعی یا طفیلی نبی کی گنجائش نکل سکتی ہے تو کوئی شخص یہ کیوں نہیں کہہ سکتا کہ مؤخر الذکر جملے میں ایسے چھوٹے خداؤں کی گنجائش ہے جن کی معبودیت (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کا ظل، بروز ہونے کی وجہ سے ہے، اور جو مستقل بالذات خدا نہیں۔ ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ دنیا کی بیشتر مشرک قومیں ایسی ہیں جو مستقل بالذات خدا صرف اللہ تعالیٰ کو قرار دیتی ہیں اور ان کا شرک صرف اس بنا پر ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ ایسے دیوتاؤں اور معبودوں کے بھی قائل ہیں جن کی خدائی مستقل بالذات نہیں۔ کیا ان کے بارہ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ قائل ہیں؟ اگر بالواسطہ

خداؤں کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا پہلا عقیدہ یعنی عقیدۂ توحید سلامت نہیں رہ سکتا تو آپ کے بعد بالواسطہ یا غیر تشریعی انبیاء کے اعتقاد کے ساتھ اسلام کا دوسرا عقیدہ یعنی عقیدۂ ختمِ نبوت کیسے سلامت رہ سکتا ہے۔

یہاں یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزولِ ثانی کے عقیدے کو عقیدۂ ختمِ نبوت سے متضاد قرار دینا اسی غلط مبحث کا شاخسانہ ہے جسے احادیث میں "دعیانِ نبوت کے دجل" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ختمِ نبوت کی آیات اور احادیث کو پڑھ کر ایک معمولی سمجھ کا انسان بھی وہی مطلب سمجھے گا، جو پوری اُمت نے اجماعی طور پر سمجھے ہیں یعنی یہ کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا، اس سے یہ نرالا نتیجہ کوئی ذی ہوش نہیں نکال سکتا کہ آپ کے بعد پچھلے انبیاء علیہم السلام کی نبوت چھن گئی ہے یا پچھلے انبیاء میں سے کوئی باقی نہیں رہا۔ اگر کسی شخص کو "خاتم الاولاد" یا "خاتم الاولاد" یعنی فلاں شخص کا آخری لڑکا قرار دیا جائے تو کیا کوئی شخص بقائمی حواس اس کا یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ اس لڑکے سے پہلے حقیقی اولاد ہوئی تھی وہ سب مر چکی؟ پھر آخر خاتم الانبیاء یا آخر الانبیاء کے لفظ کا یہ مطلب کونسی لغت، کونسی عقل اور کونسی شریعت کی روشنی میں لیا جا سکتا ہے کہ آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تھے وہ سب وفات پا چکے؟

خود مرزا صاحب "خاتم الاولاد" کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سو ضرور ہوا کہ وہ شخص جس پر بکمال و تمام دورۂ حقیقت آدمیت ختم ہو وہ خاتم الاولاد ہو، یعنی اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔"

(تریاق القلوب ص ۲۹۷ طبع سوم، قادیان ۱۹۳۸ء)

آگے لکھتے ہیں:

"میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں اُن کے لیے خاتم اولاد تھا۔"

خود مرزا صاحب کی اس تشریح کے مطابق بھی خاتم النبیین کے معنی اسکے سوا اور کیا ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ماں کے پیٹ سے نہیں نکلے گا۔ لہٰذا حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات اور نزول کا عقیدہ عقل وخرد کی آخر کون سی منطق سے آیت خاتم النبیین کے منافی ہو سکتا ہے؟

ظلّی اور بُروزی نبوّت کا افسانہ

اسی طرح مرزائی صاحبان بعض اوقات یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ظلی اور بروزی نبوت تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا پرتو ہونے کی وجہ سے عقیدہ ختم نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے لیکن درحقیقت اسلامی نقطۂ نظر سے ظلی اور بروزی نبوت کا عقیدہ مستقل بالذات نبوت سے بھی کہیں زیادہ سنگین، خطرناک اور کافرانہ ہے۔

جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ تقابلِ ادیان کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ "ظلّ اور بروز" کا تصور خالصۃً ہندوانہ تصور ہے اور اسلام میں اس کی کوئی ادنیٰ جھلک بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔

۲۔ ظلی اور بروزی نبوت کا جو مفہوم خود مرزا غلام احمد صاحب نے بیان کیا ہے اسکی رُو سے ایسا نبی پچھلے تمام انبیاء سے زیادہ افضل اور بلند مرتبہ ہوتا ہے کیونکہ وہ (معاذ اللہ) افضل الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز یعنی (معاذ اللہ) آپ ہی کا دوسرا جنم یا دوسرا ایڈیشن ہے۔ اسی بنا پر مرزا غلام احمد نے متعدد مرتبہ انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اپنے آپکو براہ راست سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ

(۱) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور

احمد۔"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۷۲)

"میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔"

(نزول المسیح ص ۸۴ طبع قادیان ۱۹۰۹ء)

"میں بموجب آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم، پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہے نہ اور کوئی۔ یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۰، ۱۱ مطبوعہ ربوہ)

ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے ہر مسلمان کا کلیجہ تھرتھرائے گا، لیکن انہیں اس لئے نقل کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ ہے خود مرزا صاحب کے الفاظ میں "ظلی" اور "بروزی نبوۃ" کی تشریح، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مستقل بالذات نبوت کا دعویٰ لازم نہیں آتا۔ سوال یہ ہے کہ جب اس ظل اور بروز کے گورکھ دھندے کی آڑ میں مرزا صاحب نے (معاذ اللہ) تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے، اپنے دامن میں سمیٹ لئے تو اب کون سا نبی ایسا رہ گیا جس سے اپنی افضلیت ثابت کرنے کی ضرورت رہ گئی ہو؟

اس کے بعد بھی اگر ظلی بروزی نبوت کوئی نکلنے والی ہے کی نبوت رہتی ہے اور اس کے بعد بھی عقیدہ ختم نبوت نہیں ٹوٹتا تو پھر یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ عقیدہ ختم نبوت (معاذ اللہ) ایسا بے معنی عقیدہ ہے جو کسی بڑے سے بڑے دعوائے نبوت سے بھی نہیں ٹوٹ سکتا۔

مرزا صاحب پچھلے نبیوں سے افضل

خود مرزائی صاحبان اپنی تحریروں میں اس بات کا اعتراف کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب کی ظلی نبوت بہت سے اُن انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے افضل ہے، جنہیں بلاواسطہ نبوت ملی ہے، چنانچہ مرزا صاحب کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد، ایم۔ اے قادیانی لکھتے ہیں:

"اور یہ جو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ظلی یا بروزی نبوت گھٹیا قسم کی نبوت ہے یہ محض ایک نفس کا دھوکہ ہے جس کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ ظلی نبوت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان نبی کریم صلعم کی اتباع میں اس قدر غرق ہو جائے کہ "من تو شدم تو من شدی" کے درجہ کو پالے۔ ایسی صورت میں وہ نبی کریم صلعم کے جمیع کمالات کو عکس کے رنگ میں اپنے اندر اترتا پائے گا حتیٰ کہ ان دونوں میں قرب اتنا بڑھے گا کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کی چادر بھی اس پر چڑھائی جائے گی، تب جا کر ظلی نبی کہلائے گا۔ پس جب ظل کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے اصل کی پوری تصویر ہو اور اسی پر تمام انبیاء کا اتفاق ہے تو وہ نادان جو مسیح موعودؑ کی ظلی نبوۃ کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے، وہ ہوش میں آوے اور اپنے اسلام کی فکر کرے، کیونکہ اس نے اس نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبوتوں کی سرتاج ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ لوگوں کو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت پر ٹھوکر لگتی ہے اور کیوں بعض لوگ آپ کی نبوت کو ناقص نبوۃ

سمجھتے ہیں کیونکہ میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ آپ آنحضرت صلعم کے بروز ہونے کی وجہ سے ظلی نبی تھے اور اس ظلی نبوت کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہ ظاہر بات ہے کہ پہلے زمانوں میں جو نبی ہوتے تھے ان کے لئے یہ ضروری نہ تھا کہ ان میں وہ تمام کمالات رکھے جاویں جو نبی کریم صلعم میں رکھے گئے، بلکہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے کسی کو بہت کسی کو کم، مگر مسیح موعود کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا"

(کلمۃ الفصل۔ ریویو آف ریلیجنز ج ۱۴ نمبر ۳ ص ۱۱۳ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

آگے مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰؑ، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل قرار دے کر لکھتے ہیں:۔

"پس مسیح موعودؑ کی ظلی نبوت کوئی گھٹیا نبوت نہیں، بلکہ خدا کی قسم اس نبوت نے جہاں آقا کے درجے کو بلند کیا ہے وہاں غلام کو بھی اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے۔ جس تک انبیائے بنی اسرائیل کی پہنچ نہیں۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے اپنے آپ کو بچالے"

(حوالہ بالا ص ۱۱۴)

اور مرزا صاحب کے دوسرے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"پس ظلی اور بروزی نبوت کوئی گھٹیا قسم کی نبوت نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مسیح موعود کس طرح ایک اسرائیلی نبی کے مقابلہ میں یوں فرماتا کہ:۔

ے ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(القول الفصل ص ۱۶ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۱۵ء)

خاتم النبیین ماننے کی حقیقت

یہ ہے خود مرزائی صاحبان کے الفاظ میں اس ظلی اور بروزی نبوت کی پوری حقیقت جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ عقیدۂ ختمِ نبوت میں رخنہ انداز نہیں ہے۔ جس شخص کو بھی عقل و فہم اور دیانت و انصاف کا کوئی ادنیٰ حصہ ملا ہے وہ مذکورہ بالا تحریریں پڑھنے کے بعد اس کے سوا اور کیا نتیجہ نکال سکتا ہے کہ "ظلی اور بروزی نبوت" کے عقیدے سے زیادہ کوئی عقیدہ بھی ختمِ نبوت کے منافی اور اس سے متضاد نہیں ہو سکتا، ختمِ نبوت کا مطلب یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور ظلی بروزی نبوت کا عقیدہ یہ کہتا ہے کہ نہ صرف آپ کے بعد نبی آسکتا ہے بلکہ ایسا نبی آسکتا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء سے افضل اور اعلیٰ نبوت کا حامل ہو جو افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "تمام کمالات" اپنے اندر رکھتا ہو اور جو تمام انبیاء کے مراتب کمال کو پیچھے چھوڑتا ہوا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو سکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل

بلکہ اس عقیدے میں اس بات کی بھی پوری گنجائش موجود ہے کہ کوئی شخص مرزا صاحب کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل قرار دے دے۔

کیونکہ جب مرزا صاحب آپ ہی کا ظہورِ ثانی قرار پائے تو آپ کا ظہورِ ثانی پہلے ظہور سے اعلیٰ بھی ہو سکتا ہے اور یہ محض ایک قیاس ہی نہیں ہے بلکہ مرزائی رسالے "ریویو آف ریلیجنز" کے سابق ایڈیٹر قاضی ظہور الدین اکمل کی ایک نظم ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے اخبار "بدر" میں شائع ہوئی تھی جس کے دو شعر یہ ہیں:

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں ۔۔۔ غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر ۔۔۔ مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔ اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔۔۔ غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

(اخبار "بدر" ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء جلد ۲ نمبر ۴۳ صفحہ ۱۴)

یہ محض "معتقدِ ذہلی می پرا نند" والی شاعری نہیں ہے، بلکہ یہ اشعار شاعر نے خود مرزا غلام احمد صاحب کو سنائے اور انہیں لکھ کر پیش کئے، اور مرزا صاحب نے ان پر جزاک اللہ کہہ کر داد دی ہے۔ چنانچہ قاضی اکمل صاحب ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء کے الفضل میں لکھتے ہیں:-

"وہ اس نظم کا ایک حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پڑھی گئی اور خوش خط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے۔ اس وقت کسی نے اس شعر پر اعتراض نہ کیا، حالانکہ مولوی محمد علی صاحب (امیر جماعت لاہور) اور اعوانہم موجود تھے اور جہاں تک حافظہ مدد کرتا ہے، بوثوق کہا جا سکتا ہے کہ سن رہے تھے اور اگر وہ اس سے بوجہ مرور زمانہ انکار کریں تو یہ نظم "بدر" میں چھپی اور شائع ہوئی۔ اس وقت "بدر" کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں "الفضل" کی ہے حضرت مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر سے ان لوگوں کے محبانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے۔ وہ خدا کے فضل سے زندہ موجود ہیں ان سے پوچھ لیں

اور خود کہہ دیں کہ آیا آپ میں سے کسی نے بھی اس پر ناراضی یا ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرتے اور جزاک اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لیجانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیتا۔"

(الفضل جلد ۳۲ نمبر ۱۹۶ مورخہ ۲۲ راگست ۴۴ء ص ۶ کالم ۱)

آگے لکھتے ہیں:

"یہ شعر خطبۂ الہامیہ کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں کہا گیا اور ان کو سنایا بھی گیا اور چھاپا بھی گیا۔"

(ایضاً صفحہ ۶ کالم ۳،۲)

اس سے واضح ہے کہ یہ محض شاعرانہ مبالغہ آرائی نہ تھی، بلکہ ایک مذہبی عقیدہ تھا، اور ظلی بروزی نبوت کے اعتقاد کا وہ لازمی نتیجہ تھا جو مرزا صاحب کے خطبۂ الہامیہ سے ماخوذ تھا، اور مرزا صاحب نے بذاتِ خود اس کی نہ صرف تصدیق بلکہ تحسین کی تھی،

خطبۂ الہامیہ کی جس عبارت سے شاعر نے یہ شعر اخذ کئے ہیں۔ وہ یہ ہے، مرزا صاحب لکھتے ہیں، "جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نصِ قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں، یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے، اس لئے تلوار اور لڑنے والے گروہ کی محتاج نہیں، اور اس لئے خدا تعالیٰ نے مسیح موعود کی بعثت کے لئے صدیوں کے شمار کو رسولِ کریمؐ کی ہجرت سے بدر کی راتوں کے شمار کے مانند اختیار فرمایا تاکہ یہ شمار اس مرتبہ پر جو ترقیات کے تمام مرتبوں

سے کمالِ تمام رکھتا ہے، دلالت کرے۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، ۲ مصنفہ ۱۹۰۲ء مطبوعہ ربوہ)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کا بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ جانا خود مرزا صاحب کا عقیدہ تھا جسے انہوں نے خطبہ الہامیہ کی مذکورہ بالا عبارت میں بیان کیا اسی کی تشریح کرتے ہوئے قاضی اکمل نے وہ اشعار کہے اور مرزا صاحب نے ان کی تصدیق و تحسین کی۔

ہر شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے

پھر بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی، بلکہ مرزائی صاحبان کا عقیدہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہے کہ صرف مرزا صاحب ہی نہیں، بلکہ ہر شخص اپنے روحانی مراتب میں ترقی کرتا ہوا (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا، چنانچہ مرزائیوں کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں:

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

(الفضل قادیان جلد ۱۰ نمبر ۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء صفحہ ۹ عنوان خلیفۃ المسیح کی ڈائری)

یہیں سے یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ مرزائی صاحبان کی طرف سے بعض اوقات مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں، اسکی اصلیت کیا ہے؟ خود مرزا صاحب اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا ہے یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی، جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی، اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے اور آپ کی

توجہ روحانی نبی تراشتی ہے اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی :

(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ ۔ حاشیہ)

خلق و بروز کے مذکورہ بالا اعتقادات کے ساتھ مرزا صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ کے پاس افاضۂ کمال کی ایسی مُہر تھی جو بالکل اپنے جیسے، بلکہ اپنے سے افضل و اعلیٰ نبی تراشتی تھی ۔ قرآن و حدیث، لغتِ عرب اور عقلِ انسانی کے ساتھ اس کھلے مذاق کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے "معبودِ واحد" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کائناتِ عالم میں وہ تنہا ذات ہے ۔ جس کی قوتِ قدسیہ خدا تراش ہے اور اپنے جیسے خدا پیدا کر سکتی ہے اگر قرآنِ کریم کی آیات اور امت کے بنیادی عقائد کے ساتھ ایسی گستاخانہ دل لگی کرنے کے بعد بھی کوئی شخص دائرۂ اسلام میں رہ سکتا ہے تو پھر روئے زمین کا کوئی انسان کافر نہیں ہو سکتا ۔

دعوئے نبوت کا منطقی نتیجہ

مرزا صاحب کا دعوائے نبوت پچھلے صفحات میں روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے، اور

لہ یاد رہے کہ خود مرزا صاحب کے اعتراف کے مطابق اس عظیم الشان مہر سے صرف ایک ہی نبی تراشا گیا اور وہ مرزا غلام احمد صاحب تھے فرماتے ہیں کہ "اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال و اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا ۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں ۔

(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

یہ لکھتے وقت مرزا صاحب کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ خاتم النبیین جب کا صیغہ ہے لہٰذا اس مہر سے کم از کم تین نبی تو تراشے جانے چاہیئے تھے ۔

قرآن، حدیث، اجماع اور تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعوے کرے، وہ اور اس کے متبعین کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔

یہ صرف اسلام ہی کا نہیں، عقلِ عام کا بھی فیصلہ ہے۔ مذاہب عالم کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص اس بات کو تسلیم کریگا کہ جب کبھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حق و باطل کی بحث سے قطع نظر، جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں وہ فوراً دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہوتا ہے جو اس شخص کی تصدیق کرتا ہے اور اسے سچا مانتا ہے، اور دوسرا گروہ وہ ہوتا ہے جو اس کی تصدیق اور پیروی نہیں کرتا۔ ان دونوں گروہوں کو دنیا میں کبھی کبھی ہم مذہب قرار نہیں دیا گیا بلکہ ہمیشہ دونوں کو الگ الگ مذہبوں کا پیرو سمجھا گیا ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"ہر نبی اور مامور کے وقت دو فرقے ہوتے ہیں ایک وہ جس کا نام سعید رکھا ہے اور دوسرا وہ جو شقی کہلاتا ہے[1]۔"

(الحکم جلد ۵ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۰ء منقول از ملفوظات احمدیہ ص ۳۳ ج ۱ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر قادیان ۱۹۲۵ء)

مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح واشگاف ہو جاتی ہے کہ دعوائے نبوت کے ماننے والے اور نہ ماننے والے یہ دو فریق کبھی ہم مذہب نہیں کہلائے، بلکہ ہمیشہ حریف مذہبوں کی طرح رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے پہلے سارے بنی اسرائیل ہم مذہب تھے۔ لیکن جب حضرت عیسیٰ السلام تشریف لائے تو فوراً دو بڑے بڑے حریف مذہب پیدا ہو گئے ایک مذہب آپ کے ماننے والوں کا تھا جو بعد میں عیسائیت یا مسیحیت کہلایا اور دوسرا مذہب آپ کی تکذیب کرنے والوں کا تھا جو یہودی مذہب کہلایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

---

[1] یہ قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسانوں کی دو قسمیں قرار دی ہیں ایک شقی یعنی کافر اور دوسری سعید یعنی مسلمان پھر پہلی قسم کو جہنمی اور دوسری کو جنتی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ الخ

آپ کے متبعین اگرچہ پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان رکھتے تھے، لیکن یہودیوں نے کبھی ان کو اپنا ہم مذہب نہیں سمجھا اور نہ عیسائیوں نے کبھی اس بات پر اصرار کیا کہ انہیں یہودیوں میں شامل سمجھا جائے۔ اسی طرح جب سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت پچھلے تمام انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی اور تورات، زبور اور انجیل تینوں پر ایمان لائے۔ اس کے باوجود نہ عیسائیوں نے آپ اور آپ کے متبعین کو اپنا ہم مذہب سمجھا، اور نہ مسلمانوں نے کبھی یہ کوشش کی کہ انہیں عیسائی کہا اور سمجھا جائے، پھر آپ کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے متبعین مسلمانوں کے حریف کی حیثیت سے مقابلے پر آئے اور مسلمانوں نے بھی انہیں امت مسلمہ سے بالکل الگ ایک مستقل مذہب کا حامل قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کیا حالانکہ مسیلمہ کذاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا منکر نہیں تھا، بلکہ اس کے یہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشھدان محمداً رسول اللہ کا کلمہ شامل تھا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ :

وكان يؤذن للنبي صلى الله عليه وسلم ويشهد في الأذان أن محمداً رسول الله وكان الذي يؤذن له عبد الله بن النواحة وكان الذي يقيم له حجير بن عمير۔

"مسیلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اذان دیتا تھا اور اذان میں اس بات کی شہادت دیتا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور اس کا مؤذن عبد اللہ بن نواحہ تھا اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا"

(تاریخ طبری ص ۲۴۴ ج ۳)

مذاہب عالم کی یہ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ کسی مدعی نبوت کو ماننے والے اور اس کی تکذیب کرنے والے کبھی ایک مذہب کے سایہ میں جمع نہیں ہوئے۔ لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی

کے دعوائے نبوت کا یہ سو فیصد منطقی نتیجہ ہے کہ جو فریق ان کو سچا اور مامور من اللہ سمجھتا ہے وہ ان لوگوں کے مذہب میں شامل نہیں رہ سکتا جو ان کے دعووں کی تکذیب کرتا ہے۔ ان دونوں فریقوں کو ایک دین کے پرچم تلے جمع کرنا صرف قرآن و سنت اور اجماع اُمت ہی سے نہیں، بلکہ مذاہب کی پوری تاریخ سے بغاوت کے مرادف ہے۔

مرزائی صاحبان کی جماعت لاہور کے امیر محمد علی لاہوری صاحب نے ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز (انگریزی) میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism."

(منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۲۴۰ طبع دارالفضل قادیان و تبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل قادیانی ص ۱۲ مطبوعہ احمدیہ کتاب گھر کراچی)

یعنی "احمدیت کی تحریک اسلام کے ساتھ وہی نسبت رکھتی ہے جو عیسائیت کو یہودیت کے ساتھ تھی۔"

کیا عیسائیت اور یہودیت کو کوئی انسان ایک مذہب قرار دے سکتا ہے!

خود مرزائیوں کا عقیدہ کہ وہ الگ ملت ہیں

مرزائی صاحبان کو اپنی یہ پوزیشن خود تسلیم ہے کہ ان کا اور ستر کروڑ مسلمانوں کا مذہب

لہ یہ مرزائی صاحبان کی دونوں جماعتوں کا باہمی تحریری مباحثہ ہے جو دونوں کے خرچ پر شائع کیا گیا تھا۔ لہٰذا اس میں جو عبارتیں منقول ہیں وہ دونوں جماعتوں کے نزدیک مستند ہیں۔

ایک نہیں ہے، وہ اپنی بے شمار تقریروں اور تحریروں میں اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کر چکے ہیں کہ جن مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں میں ان کی تکذیب کی ہے وہ سب دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ اس سلسلے میں ان کی مذہبی کتابوں کی تصریحات درج ذیل ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب کی تحریریں

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب اپنے خطبہ الہامیہ میں جس کے بارے میں ان کا دعویٰ ہے کہ وہ پورے کا پورا بذریعہ الہام نازل ہوا تھا۔ کہتے ہیں:

"واتخذت روحانیۃ نبینا خیر الرسل مظہرًا من امتہ۔ لتبلغ کمال ظہورھا و غلبۃ نورھا کما کان وعدالله فی الکتاب المبین فانا ذالک المظہر الموعود النور المعہود فامن ولا تکن من الکافرین وان شئت فاقرأ قولہٗ تعالیٰ ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔

اور خیر الرسل کی روحانیت نے اپنے ظہور کے کمال کے لیے اور اپنے نور کے غلبہ کے لیے ایک مظہر اختیار کیا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے کتاب مبین میں وعدہ فرمایا تھا پس میں وہی مظہر ہوں، پس ایمان لا اور کافروں سے مت ہو اور اگر چاہتا ہے تو اس خدا تعالیٰ کے قول کو پڑھ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ الخ

(خطبہ الہامیہ مترجم مصنفہ ۱۹۰۱ء مطبوعہ صفحہ ۲۶۶ / ۲۶۸)

اور حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"کافر کا لفظ مومن کے مقابلے پر ہے اور کفر دو قسم پر ہے۔ (اول) ایک یہ کفر کہ

ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمامِ حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں، کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے خدا اور رسول کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوصِ صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹، سنِ تصنیف ۱۹۰۶ء مطبوعہ طبع اول ۱۹۰۷ء)

اسی کتاب میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں، حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے، کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔"

آگے لکھتے ہیں:

"علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔"

مزید لکھتے ہیں

"خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔"

اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا۔"

(حوالہ بالا ص ۱۶۳، ۱۶۴)

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نام اپنے خط میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صـ ۱۶۳)

نیز "معیار الاخیار" میں مرزا صاحب اپنا ایک الہام اس طرح بیان کرتے ہیں:

"جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور صرف تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔"

(اشتہار معیار الاخیار ص ۸ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

نزول المسیح میں لکھتے ہیں:

"جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔"

(نزول المسیح صـ ۴ طبع اول مطبع ضیاء الاسلام قادیان ۱۹۰۹ء)

اور اپنی کتاب الہدیٰ میں اپنے انکار کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کے مساوی قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"فی الحقیقت دو شخص بڑے ہی بدبخت ہیں اور انس و جن میں ان سا کوئی بھی بدطالع نہیں ایک وہ جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا، دوسرا وہ خاتم الخلفاء (یعنی بزعم خود مرزا صاحب) پر ایمان نہ لایا۔"

(الہدیٰ صـ ۵ واما الامان قادیان ۱۹۰۲ء)

اور انجام آتھم میں لکھتے ہیں:

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ

خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے، جو کچھ کہتا ہے، اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔"

(انجام آتھم ص ۶۲ مطبوعہ قادیان ۱۹۲۲ء)

نیز اخبار بدر ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء میں لکھا ہے کہ

"حضرت مسیح موعود ایک شخص نے سوال کیا کہ جو لوگ آپکو کافر نہیں کہتے، ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے؟

اس کا طویل جواب دیتے ہوئے آخر میں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"ان کو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھوں گا بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جائے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں، ورنہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ یعنی منافق دوزخ کے نیچے کے طبقہ میں ڈالے جائیں گے۔"

(اخبار بدر ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء منقول از مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۳۰۷ جلد ۱)

مرزائی خلیفہ اوّل حکیم نور الدین کے فتوے

مرزائی صاحبان کے پہلے خلیفہ جن کی خلافت پر دونوں مرزائی گروپ متفق تھے، فرماتے ہیں۔

"ایمان بالرسل اگر نہ ہو تو کوئی شخص مومن مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس ایمان بالرسل میں کوئی تخصیص نہیں، عام ہے، خواہ وہ نبی پہلے آئے یا بعد میں آئے ہندوستان میں ہوں یا کسی اور ملک میں کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا؟"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۵ جلد ا بحوالہ اخبار الحکم ج ۱۵ ش ۵ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۱ء)

نیز ایک اور موقعہ پر کہتے ہیں:

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر یہود و نصاریٰ اللہ کو مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسولوں، کتابوں، فرشتوں کو مانتے ہیں کیا اس انکار پر کافر ہیں یا نہیں؟ کافر ہیں۔ اگر اسرائیلی مسیح رسول کا منکر کافر ہے تو محمدی مسیح رسول کا منکر کیوں کافر نہیں؟ اگر اسرائیلی مسیح موسیٰ کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع ایسا ہے کہ اس کا منکر کافر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الخلفاء یا خلیفہ یا متبع کیوں ایسا نہیں کہ اس کا منکر بھی کافر ہو۔ اگر وہ مسیح ایسا تھا کہ اس کا منکر کافر ہے تو یہ مسیح بھی کسی طرح کم نہیں۔"

(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۳۸۵ ج ۱۔ بحوالہ الحکم ۱۹ جلد ۱۶ ۱۹۰۳ء و ۲۸ مئی ۱۹۱۲ء)

خلیفہ دوم مرزا محمود احمد کے فتاویٰ

اور مرزائی صاحبان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود صاحب کہتے ہیں۔

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو، مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو؟ کیا اس لیے دیتے ہو کہ وہ تمہاری قوم کا ہوتا ہے؟ مگر جس دن سے کہ تم احمدی ہوئے تمہاری قوم تو احمدیت ہو گئی شناخت اور امتیاز کے لیے اگر کوئی پوچھے تو اپنی ذات یا قوم بتا سکتے ہو۔ ورنہ اب تو تمہاری قوم، گوت تمہاری ذات احمدی ہی ہے پھر احمدیوں کو چھوڑ کر غیر احمدیوں میں کیوں قوم تلاش کرتے ہو، مومن کا تو یہ کام ہوتا ہے کہ جب حق آ جائے تو باطل کو چھوڑ دیتا ہے۔"

(علامتہ اللہ از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ ۴۶، ۴۷ مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

نیز انوارِ خلافت میں فرماتے ہیں :

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے"

(انوارِ خلافت ص ۹۰ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

اور آئینہ صداقت میں تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تک نہیں سنا وہ بھی کافر ہیں، فرماتے ہیں :

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

(آئینہ صداقت ص ۳۵ منقول از مباحثہ راولپنڈی ص ۲۵۲ مطبوعہ قادیان)

مرزا بشیر احمد، ایم اے، کے اقوال

اور مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے منجھلے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔ اے لکھتے ہیں :

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے مگر محمدؐ کو نہیں مانتا اور یا محمدؐ کو مانتا ہے، پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ نمبر ۳، ۴ مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں :

"مسیح موعود کا یہ دعوےٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مامور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نعوذ باللہ

اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور محض افترا علی اللہ کے طور پر دعویٰ کرتا ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف وہ کافر بلکہ بڑا کافر ہے، اور یا مسیح موعود اپنے دعویٰ الہام میں سچا ہے اور خدا سچ مچ اس سے ہمکلام ہوتا تھا تو اس صورت میں بلاشبہ یہ کفر انکار کرنے والے پر پڑے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے پس اب تم کو اختیار ہے کہ یا مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہہ کر مسیح موعود پر کفر کا فتویٰ لگاؤ، اور یا مسیح موعود کو سچا مان کر اس کے منکروں کو کافر جانو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دونوں کو مسلمان سمجھو، کیونکہ آیت کریمہ صاف بتا رہی ہے کہ اگر مدعی کافر نہیں ہے تو مکذب ضرور کافر ہے، پس خدارا اپنا نفاق چھوڑ دو اور دل میں کوئی فیصلہ کر دو۔

(کلمۃ الفصل صفحہ ۱۲۳ مندرجہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ مارچ اپریل ۱۹۱۵ء)

محمد علی لاہوری صاحب کے اقوال

محمد علی لاہوری صاحب (امیر جماعت لاہور) انگریزی ریویو آف ریلیجنز میں لکھتے ہیں،

The Ahmadiyya movement stands in the same relation to Islam in which christianity stood to judaism.

یعنی احمدی تحریک اسلام کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا۔

(منقول از مباحثہ راولپنڈی مطبوعہ قادیان ص ۲۴۰ و تبدیلی عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل قادیانی ص ۲۷)

اس میں محمد علی لاہوری صاحب نے احمدیت کو اسلام سے اسی طرح الگ مذہب قرار دیا ہے جس طرح عیسائیت یہودیت سے بالکل الگ مذہب ہے۔

نیز ریویو آف ریلیجنز جلد ۵ ص ۱۸۰، ۳ میں لکھتے ہیں :

"افسوس ان مسلمانوں پر جو حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اندھے ہو کر انہی اعتراضات کو دہرا رہے ہیں جو عیسائی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح جس طرح عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں اندھے ہو کر ان اعتراضوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور دہرا رہے ہیں جو یہودی حضرت عیسیٰؑ پر کرتے تھے سچے نبی کا یہی ایک بڑا بھاری امتیازی نشان ہے کہ جو اعتراض اس پر کیا جائے گا وہ سارے نبیوں پر پڑے گا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو شخص ایسے مامور من اللہ کو رد کرتا ہے وہ گویا کل سلسلۂ نبوت کو رد کرتا ہے۔"

(منقول از تبدیلیٔ عقائد مؤلفہ محمد اسمٰعیل صاحب قادیانی ص۲۴)

یہاں یہ واضح رہے کہ مرزا غلام احمد صاحب یا ان کے متبعین کی عبارتوں میں کہیں کہیں ضمناً اپنے مخالفین کے لیے "مسلمان" کا لفظ استعمال ہو گیا ہے اسکی حقیقت بیان کرتے ہوئے ملک محمد عبد اللہ صاحب قادیانی ریویو آف ریلیجنز کے ایک مضمون میں لکھتے ہیں :

"آپ نے اپنے منکروں کو ان کے ظاہری نام کی وجہ سے مسلمان لکھا ہے کیونکہ عرفِ عام کی وجہ سے جب ایک نام مشہور ہو جائے تو پھر خواہ حقیقت اس میں موجود نہ بھی رہے اسے اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔"

(احمدیت کے امتیازی مسائل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز دسمبر ۱۹۴۱ء جلد ۴۰ نمبر ۱۲ ص ۳۸)

مسلمانوں سے عملی قطع تعلق

مذکورہ بالا عقائد کی بناء پر مرزائی صاحبان نے خود اپنے آپ کو ایک الگ ملت قرار دے دیا، اور جیسا کہ پیچھے عرض کیا جا چکا ہے، ان کا یہ طرزِ عمل مرزا غلام احمد صاحب کے دعووں اور تحریروں کا بالکل منطقی نتیجہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے

ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلق قائم کرنے اور ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کی بالکلیہ ممانعت کردی۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب نے لکھا ہے کہ:

"تکفیر کرنے والے اور تکذیب کی راہ اختیار کرنے والے ہلاک شدہ قوم ہے اسلئے وہ اس لائق نہیں ہیں کہ میری جماعت میں سے کوئی شخص ان کے پیچھے نماز پڑھے۔ کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے؟ پس یاد رکھو کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوائے اسلام کرتے ہیں، بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے اعمال حبط ہو جائیں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۸ حاشیہ مصنفہ ۱۹۰۲ء مطبوعہ طبع جدید ربوہ)

غیر احمدیوں کے ساتھ شادی بیاہ

مرزا بشیر الدین محمود (خلیفہ دوم قادیانی صاحبان) لکھتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعودؑ نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو، لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اولؓ نے

اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ باربار توبہ کرتا رہا۔ اب میں نے اس کی بھی توبہ دیکھ کر قبول کر لی ہے۔"

("انوارِ خلافت" از مرزا بشیر الدین ص ۹۳ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

آگے لکھتے ہیں:

"میں کسی کو جماعت سے نکالنے کا عادی نہیں لیکن اگر کوئی اس حکم کے خلاف کریگا تو میں اسکو جماعت سے نکال دوں گا۔"

(حوالہ بالا)

البتہ مسلمانوں کی لڑکیاں لینے کو قادیانی مذہب میں جائز قرار دیا گیا ہے، اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے مرزا غلام احمد کے دوسرے صاحبزادے مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ:

"اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۶۹ مندرجہ ریویو جلد ۱۴ نمبر ۳)

غیر احمدیوں کی نمازِ جنازہ

مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

"اب ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اسلئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ بھی نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا؟ اور کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے

ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جو ماں باپ کا مذہب ہوتا ہے۔ شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اسلئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔

(انوارِ خلافت ص ۹۳ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

قائدِ اعظم کی نمازِ جنازہ

چنانچہ اپنے مذہب اور خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب سابق وزیر خارجہ پاکستان نے قائد اعظم کی نمازِ جنازہ میں بھی شرکت نہیں کی۔ جنیر انکوائری کمیشن کے سامنے تو اسکی وجہ انہوں نے یہ بیان کی کہ:

"نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اسلئے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا جس کی امامت مولانا کر رہے تھے"۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت پنجاب ص ۲۱۲)

لیکن عدالت سے باہر جب ان سے یہ بات پوچھی گئی کہ آپ نے قائد اعظم کی نمازِ جنازہ کیوں ادا نہیں کی؟ تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا:

"آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر نوکر"۔

(زمیندار، لاہور، ۸ فروری ۱۹۵۰ء)

جب اخبارات میں یہ واقعہ منظرِ عام پر آیا تو جماعت ربوہ کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا گیا کہ:

"جناب چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی نہ تھے لہٰذا

جماعتِ احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔"

[ٹریکٹ ۲۲ بعنوان "احراری علماء کی راست گوئی" کا نمونہ ناشر: مہتمم
نشر واشاعت نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ]

اور قادیانی اخبار "الفضل" کا جواب یہ تھا کہ :

"کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے : مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسولِ خدا نے۔"

(الفضل ۲۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء)

بعض لوگ چودھری ظفر اللہ خان صاحب کے اس طرزِ عمل پر اظہارِ تعجب کرتے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں تعجب کا کوئی موقع نہیں۔ انہوں نے جو دین اختیار کیا تھا یہ اس کا لازمی تقاضا تھا۔ ان کا دین، ان کا مذہب، ان کی اُمّت، ان کے عقائد، اُن کے افکار ہر چیز مسلمانوں سے نہ صرف مختلف بلکہ ان سے بالکل متضاد ہے، ایسی صورت میں وہ قائد اعظم کی نماز جنازہ کیوں پڑھتے؟

خود اپنے آپ کو الگ اقلیّت قرار دینے کا مُطالبہ

مذکورہ بالا توضیحات سے یہ بات دو اور دو چار کی طرح کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مرزائی مذہب مسلمانوں سے بالکل الگ مذہب ہے جس کا اُمّتِ مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں، اور اپنی یہ پوزیشن خود مرزائیوں کو مسلّم ہے کہ اُن کا اور مسلمانوں کا مذہب ایک نہیں ہے اور وہ مسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر سے الگ ایک مستقل اُمّت ہے۔ چنانچہ انہوں نے غیر منقسم ہندوستان میں اپنے آپ کو سیاسی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ ایک مستقل اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا تھا۔ مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں :

"میں نے اپنے نمائندے کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کیے گئے ہیں، اسی طرح ہمارے بھی کیے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کردو، اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔"

(مرزا بشیر الدین محمود کا بیان مندرجہ "الفضل" ۱۳ نومبر ۱۹۴۶ء)

کیا اس کے بعد بھی اس مطالبے کی معقولیت میں کسی انصاف پسند انسان کو کوئی ادنیٰ شبہ باقی رہ سکتا ہے کہ مرزائی امت کو سرکاری سطح پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے؟

مرزائی بیانات کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

یہاں ایک اور اہم حقیقت کی طرف توجہ دلانا از بس ضروری ہے اور وہ یہ کہ مرزائی صاحبان کا ہمیشہ سے یہ طرزِ عمل رہا ہے کہ وہ اپنے جماعتی مفادات کی خاطر بسا اوقات صریح غلط بیانی سے بھی نہیں چوکتے۔ پیچھے ان کی وہ واضح اور غیر مبہم تحریریں پیش کی جاچکی ہیں جن میں انہوں نے مسلمانوں کو کھلم کھلا کافر قرار دیا ہے۔ اور جتنی تحریریں پیچھے پیش کی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ مزید پیش کی جاسکتی ہیں، لیکن اپنی تقریر و تحریر میں ان گنت مرتبہ ان صریح اعلانات کے باوجود منیر انکوائری کمیشن کے سوال کے جواب میں ان دونوں جماعتوں نے یہ بیان دیا کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر نہیں سمجھتے۔

ان کا یہ بیان ان کے حقیقی عقائد اور سابقہ تحریرات سے اس قدر متضاد تھا کہ منیر انکوائری کمیشن کے جج صاحبان بھی اسے صحیح باور نہ کرسکے۔ چنانچہ وہ اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:-

"اس مسئلے پر کہ آیا احمدی دوسرے مسلمانوں کو ایسا کافر سمجھتے ہیں جو دائرہ اسلام

سے خارج تھا ہے؟ احمدیوں نے ہمارے سامنے یہ موقف ظاہر کیا ہے کہ ایسے لوگ کافر نہیں ہیں، اور لفظ کفر جو احمدی لٹریچر میں ایسے اشخاص کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس سے کفر خفی یا انکار مقصود ہے یہ ہرگز کبھی مقصود نہیں ہوا کہ ایسے اشخاص دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ لیکن ہم نے اس موضوع پر احمدیوں کے بے شمار سابقہ علانات دیکھے ہیں اور ہمارے نزدیک ان کی کوئی تعبیر اسکے سوا ممکن نہیں کہ مرزا غلام احمد کے نہ ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔

(پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ اردو ص ۲۱۲ ۱۹۵۴ء)

چنانچہ جب تحقیقات کی بلائل گئی تو وہی سابقہ تحریریں جن میں مسلمانوں کو برملا کافر کہا گیا تھا پھر شائع ہونی شروع ہو گئیں، کیونکہ وہ تو ایک وقتی چال تھی جس کا اصل عقیدے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

یہی حال سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری پیغمبر ماننے کا ہے کہ مرزائی پیشواؤں کی ایسی صریح تحریروں کا ایک انبار موجود ہے جن میں انہوں نے اپنے اس عقیدے کا برملا اعلان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیوں کی آمد بند نہیں ہوئی بلکہ آپ کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتے ہیں، مثلاً ان کے خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا تھا کہ :

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، تو کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں"۔

(انوار خلافت ص ۶۵ مطبوعہ امرتسر ۱۹۱۶ء)

لیکن حال ہی میں جب پاکستان کے دستور میں صدر اور وزیر اعظم کے حلف ناموں میں یہ الفاظ بھی تجویز کیے گئے کہ "میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری پیغمبر ہونے پر اور اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا" تو قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اعلان فرمایا کہ :

"میں نے اس حلف نامے کے الفاظ پر بڑا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک احمدی کے راستے میں اس حلف کو اٹھانے میں کوئی روک نہیں۔"
(الفضل بجوہ ۱۳ مئی ۱۹۷۳ء جلد ۶۲/۲۷ صـ۱۰۶ ش ۱۰۳)

ملاحظہ فرمائیے کہ جو بات خلیفہ دوم کے نزدیک انسان کو جھوٹا اور کذاب بنا دیتی ہے اور جس کا اقرار تلواروں کے درمیان بھی جائز نہیں تھا، جب عہدہ صدارت و وزارت عظمیٰ اس پر موقوف ہو گیا تو اس کے حلفیہ اقرار میں بھی کچھ حرج نہ رہا۔

اسلام کے ایک قطعی عقیدہ جہاد کی تنسیخ

انگریز کی ان وفا شعاریوں کا نتیجہ تھا کہ مرزا قادیانی نے کھلم کھلا جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا۔ جہاد اسلام کا ایک مقدس دینی فریضہ ہے اسلام اور مسلمانوں کی بقا کا دارومدار اسی پر ہے شریعت محمدی نے اسے قیامت تک اسلام اور عالم اسلام کی حفاظت اور اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ بنایا ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شمار احادیث اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی عملی زندگی ان کا جذبہ جہاد و شہادت یہ سب باتیں جہاد کو ہر دور میں مسلمانوں کے لئے ایک ولولہ انگیز عبادت بناتی رہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے۔ اَلْجِهَادُ مَاضٍ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ابوداؤد۔ نحوہ)

وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين لله اور ان کے ساتھ اس حد تک لڑو کہ فتنہ کفر و شرارت باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فریضہ جہاد کی تا قیامت ابدیت اس طرح ظاہر فرمائی ہے۔ لَنْ يَبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ (مسلم و مشکوٰۃ صـ ۳۳۰)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ یہ دین قائم رہے گا۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔

لیکن مرزا غلام احمد نے انگریز کے بچاؤ اور تحفظ اور عالم اسلام کو ہمیشہ ان کی طوق غلامی میں

باندھنے اور کافر حکومتوں کے زیر سایہ مسلمانوں کو اپنی سیاسی اور مذہبی سازشوں کا شکار بنانے کی خاطر نہایت شدومد سے عقیدۂ جہاد کی مخالفت کی۔ اور نہ صرف برصغیر میں بلکہ پورے عالم اسلام میں جہاں جہاں بھی اس کو ظاہری اور خفیہ سرگرمیوں کا موقع مل سکا جہاد کے خلاف نہایت شدت سے پروپیگنڈہ کیا گیا۔ مرزا صاحب کو جہاد حرام کرانے کی ضرورت کیا تھی۔ اس کا جواب ہمیں لارڈ ریڈنگ وائسرائے ہند کے نام قادیانی جماعت کے ایڈریس مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۔ ۹۷ مورخہ ۴ر جولائی ۱۹۲۱ء سے نہایت واضح طور پر مل سکتا ہے۔ جس میں کہا گیا

"جس وقت آپ (مرزا غلام احمد) نے دعوے کیا۔ اس وقت تمام عالم اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا۔ اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی کہ وہ پٹرول کے پیپے کی طرح بھڑکنے کے لئے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا۔ مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی لغویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لئے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لئے غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔ (حوالہ بالا)

جہاد منسوخ ہونے اور دُنیا سے جہاد کا حکم تاقیامت اُٹھ جانے پر مرزا صاحب کس شدومد سے زور دیتے ہیں۔ ان کا اندازہ ان کی حسب ذیل عبارات سے لگایا جا سکتا ہے۔

اپنی کتاب اربعین نمبر ۴ میں ص ۱۵ کے حاشیہ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں،

"جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ[۲] کے وقت میں[۱] اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی اس سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے

---

۱ نعوذ باللہ، ایک برگزیدہ پیغمبر حضرت موسیٰ پر کتنا صریح بہتان ہے۔ موسیٰ اور شیر خوار بچوں کو اگر قتل کرتا تھا تو فرعون وہ اس کا لشکر، مرزا صاحب نے اس انداز میں یہ بات پیش کی گویا ایمان لانے کے باوجود اور شیر خوار بچوں کو بھی شریعت موسوی میں بچنے کی گنجائش نہیں تھی۔

بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مؤاخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود (یعنی بزعم خود مرزا صاحب) کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(از قادیانی مذہب ص ۲۲۵ فصل نمبر ۴ عنوان نمبر ۳۷)

ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص ۲۸ پر لکھتے ہیں۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔"

ایضاً

ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳۹ میں مرزا صاحب کا یہ اعلان درج ہے کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال ÷ دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے ÷ دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے ÷ اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد ÷ منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۴۹)

نیز انگریزی حکومت کے نام ایک معروضہ میں جو ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۹۰۲ء جلد ۱ صفحہ ۲۹۸ نمبر ۸ اشاعت ہوا تھا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہی وہ فرقہ (یعنی مرزا صاحب کا اپنا فرقہ) ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بے ہودہ رسم کو اٹھا دے۔" (از ریویو ریلیجنز ص ۲۹۸)

رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۷ پر مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"دیکھو میں (غلام احمد قادیانی) ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔"

ان تمام عبارات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک جہاد کی مخالفت کا حکم خاص حالات سے مجبوریوں کا تقاضا نہیں بلکہ اب اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منسوخ حرام اور ختم سمجھا جائے نہ اس کے لیے شرائط پوری ہونے کا انتظار ہے اور کسی پوشیدہ طور پر بھی اس کی تعلیم جائز نہیں۔"

تریاق القلوب ص ۳۲۲ میں لکھتے ہیں: کہ

"اس فرقہ (مرزائیت) میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں۔ نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم ہرگز ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں۔"

"اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا۔"

(از ضمیمہ خطبہ الہامیہ صفحہ نمبر ۱۷ طبع ربوہ مرزا قادیانی)

"سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔ (ایضاً)

ایک مستقل مذہب اور ایک متوازی اُمت

ایک غلط فہمی

قادیانیت کے بارے میں ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے صد ہا دینی و علمی اختلافات اور مکاتبِ فکر میں سے ایک دینی و علمی اختلافِ رائے اور ایک خاص مکتبِ فکر ہے اور اس کے پیرو امتِ اسلامیہ کے مذہبی فرقوں اور جماعتوں میں سے ایک مذہبی فرقہ اور جماعت ہیں اور یہ اسلام کی کلامی و فقہی تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں۔

لیکن قادیانیت کا تحقیقی و تنقیدی مطالعہ کرنے سے یہ غلط فہمی اور خوش گمانی دور ہو جاتی ہے اور ایک منصف مزاج اس نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ قادیانیت ایک مستقل مذہب اور قادیانی الگ مستقل امت ہیں جو دینِ اسلام اور امتِ اسلامیہ کے بالکل متوازی چلتے ہیں اور اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب کے اس بیان میں کوئی مبالغہ اور غلط بیانی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں

ہمیں اُن سے اختلاف ہے۔[1]

اور یہ کہ

"حضرت خلیفہ اول نے اعلان کیا تھا کہ ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اَور ہے اور ہمارا اَور ہے۔"[1]

اسلام کی تاریخ میں اس سے پہلے ایک اور تحریک کی نظیر ملتی ہے جس نے اسلام کا نام لیتے ہوئے اور اپنے دائرہ عمل کو مسلمانوں کے اندر محدود رکھتے ہوئے اسلام کے نظامِ عقائد و افکار اور نظامِ زندگی کے بالکل متوازی ایک نظامِ اعتقاد و فکر اور ایک نظامِ زندگی کی بنیاد ڈالی اور اسلام کے دائرہ میں "ریاست اندرونِ ریاست" کی تعمیر کی کوشش کی۔ یہ تحریک باطنیت ہے یا اسماعیلیت جس سے قادیانیت کو حیرت انگیز مماثلت حاصل ہے۔[2]

قادیانی تحریک کا متوازی مذہبی نظام

قادیانی تحریک اسلام کے دینی نظام اور زندگی کے ڈھانچہ کے مقابلے میں

ایک نیا دینی نظام اور زندگی کا نیا ڈھانچہ پیش کرتی ہے۔ وہ دینی زندگی کے تمام شعبوں اور مطالبوں کو بطور خود خانہ پری کرنا چاہتی ہے۔ وہ اپنے پیروؤں کو جدید نبوت، جدید مرکز محبت و عقیدت، نئی دعوت، نئے روحانی مرکز اور مقدسات، نئے مذہبی شعائر، نئے معتقدات، نئے اکابر، نئی تاریخی شخصیتیں عطا کرتی ہے۔ غرض یہ کہ وہ قلب و دماغ اور فکر و اعتقاد کا نیا مرکز قائم کرتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو اس کو ایک فرقہ اور فقہی یا کلامی دبستان یا مکتب خیال سے زیادہ ایک مستقل مذہب اور نظامِ زندگی کی شکل عطا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس بات

---

[1] خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب مندرجہ الفضل مورخہ ۳ جولائی ۱۹۳۱ء اور [illegible] صفحہ [illegible] مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۱۳ء

[2] ملاحظہ ہو ہمارا اسماعیلی مذہب اور اس کا نظام۔ ڈاکٹر زاہد علی پروفیسر نظام کالج حیدرآباد

کا ایک واضح رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ نئی مذہبی بنیادوں پر ایک نئے معاشرے کی تعمیر کرے اور مذہبی زندگی کو ایک نئی شکل اور مستقل وجود بخشے۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہے کہ جو افراد خلوص اور جوش کے ساتھ اس تحریک و دعوت کو قبول کرتے ہیں اور اس کے دائرہ میں آجاتے ہیں ان کے فکر و اعتقاد کا مرکز بدل جاتا ہے اور ان کی زندگی میں قدیم دینی مرکزوں اور اداروں (اپنے صحیح معنی میں) اور شخصیتوں کی جگہ پر جدید دینی مرکز اور ادارے اور شخصیتیں آجاتی ہیں اور وہ ایک نئی امت بن جاتے ہیں جو اپنے جذبات، طریق فکر، عقیدت و محبت میں ایک مستقل شخصیت اور وجود کے مالک ہوتے ہیں۔ انفرادیت اور تقابل کا یہ رجحان قادیانیت کے اندر شروع سے کام کر رہا ہے اور اب وہ بلوغ و پختگی کے اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ قادیانی اصحاب بے تکلفی اور سادگی کے ساتھ اسلامی شعائر و مقدسات کے ساتھ قادیانی شعائر اور مقدسات کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان کا ہم پلہ اور مساوی قرار دیتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسلام کے دینی نظام میں جو مرکزی مقام حاصل ہے، وہ ظاہر ہے، لیکن قادیانی اصحاب مرزا صاحب کے رفقاء اور ہم نشینوں کو صحابۂ رسول ہی کا درجہ دیتے ہیں۔ ایک قادیانی ذمہ دار اس ذہنیت کی اس طرح ترجمانی کرتے ہیں:

"ان دونوں گروہوں (صحابۂ کرام اور رفقائے مرزا غلام احمد صاحب) میں تفریق کرنی یا ایک کو دوسرے سے مجموعی رنگ میں افضل قرار دینا ٹھیک نہیں۔ یہ دونوں فرقے در حقیقت ایک ہی جماعت میں ہیں، صرف زمانہ کا فرق ہے۔ وہ بعثت اولیٰ کے تربیت یافتہ ہیں اور یہ بعثت ثانیہ کے۔"[1]

اسی طرح وہ مرزا غلام احمد صاحب کے مدفن کو مرقد رسول اور گنبد خضرا کا مماثل

---

[1] الفضل ۲۸ مئی ۱۹۱۸ء۔

شبیہ بتاتے ہیں۔ "الفضل" نے ۱۸ دسمبر ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں قادیان کے شعبۂ تربیت کا یہ بیان شائع کیا تھا جس میں ان شرکائے جلسہ کی دینی بے حسی اور بد ذوقی کی شکایت کرتے ہوئے جو قادیان حاضر ہونے کے باوجود مرزا صاحب کے مدفن پر حاضری نہیں دیتے کہا گیا ہے:

"کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو۔ اس میں وہ روضۂ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا: یُدْفَنُ مَعِیَ فِی قَبْرِی۔ اس اعتبار سے گنبد خضرا کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد منورہ سے مخصوص ہیں کیا ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم ہے۔"[1]

قادیانی اصحاب اس دینی و روحانی تعلق کی بنا پر جو نئی نبوت اور نئے اسلام کا مرکز ہونے کی بنا پر قادیان کے ساتھ قائم ہوتا ہے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ قادیان اسلام کے مقامات میں سے ایک اہم ترین اور عظیم ترین مقام ہے اور وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ساتھ قادیان کا نام لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا:

"ہم مدینہ منورہ کی عزت کر کے خانہ کعبہ کی ہتک کرنے والے نہیں ہو جاتے، اسی طرح ہم قادیان کی عزت کر کے مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ کی توہین کرنے والے نہیں ہو سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ان تینوں مقامات کو مقدس

---

[1] الفضل جلد نمبر ۱۰، نمبر ۴۸

کیا اور ان تینوں مقامات کو اپنی تجلی کے اظہار کے لئے چنا۔[1]

خود مرزا غلام احمد صاحب نے قادیان کو سر زمین حرم سے تشبیہ و تمثیل دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

زمینِ قادیاں اب محترم ہے   ہجوم خلق سے ارضِ حرم ہے[2]

اُن کے نزدیک قادیان کا ذکر قرآن میں موجود ہے اور مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے۔ منارۃ المسیح کے اشتہار (۲۸ مئی ۱۹۰۰ء) میں آپ نے لکھا ہے:

"جیسا کہ سیرِ مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا ایسا ہی سیرِ زمانی کے لحاظ سے آں جناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکاتِ اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام انتہائے زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیرِ کشفی ہے۔ مسجدِ اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے: مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت بارکنا حولہ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔"[3]

ان سب بیانات اور قادیان کے بارے میں اعتقادات کا منطقی اور طبعی نتیجہ یہی ہونا چاہیے تھا کہ اس کے لئے شدِ رحال کر کے سفر کرنے اور وہاں سال بسال حاضر ہونے کو

---

[1] تذکرہ یعنی مجموعہ وحی المقدس صفحہ ۳۴۵، ۳۴۶

حج ہی کا سا ایک مقدس عمل بلکہ ایک طرح کا حج سمجھا جانے لگے چنانچہ قادیانیت کے رہنماؤں اور ذمہ داروں نے سفر قادیان کو ظلی حج کا لقب دیا ہے اور اسکو ان لوگوں کے لئے جو خانۂ کعبہ کے حج کو نہ جا سکیں "حج اسلام کا "حج بدل" قرار دیا ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے اپنے ایک خطبۂ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

"چونکہ حج پر وہی لوگ جا سکتے ہیں جو مقدرت رکھتے اور امیر ہوں، حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں پھیلتی اور بنپتی ہیں اور غرباء کو حج سے شریعت نے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا تاکہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہو سکیں۔"[1]

اس بارے میں اتنا غلو ہونے لگا کہ قادیان کے سفر کو حج بیت اللہ پر ترجیح دی جانے لگی اور یہ اس ذہنیت کا لازمی و قدرتی نتیجہ ہے کہ قادیانیت ایک زندہ اور جدید مذہب اور اس کا مرکز ایک زندہ اور جدید مذہب کا روحانی مرکز و مستقل ہے جس سے نئی زندگی اور نئی مذہبی توانائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اسی بنا پر ایک قادیانی بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ

"جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس حج ظلی کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے کیونکہ وہاں پر آج کل کے حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔"[2]

---

[1] الفضل یکم دسمبر ۱۹۳۲ء
[2] پیغام صلح جلد ۲۱ ۔ نمبر ۲۲

قادیانیوں کی روش اور مسلمانوں کا رویّہ

مرزا غلام قادیانی کی اُمت اور ذریت قیام پاکستان سے قبل اور بعد بھی لوگوں میں انتشار اور فساد پیدا کرتی رہی ہے۔ انہوں نے انگریزی دور میں ہندو، مسلمانوں اور عیسائیوں کو مذہبی چیلنج بھی دیئے اور مقابلہ مناظرہ کے اشتہارات بھی شائع کرتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پیشن گوئیاں، الہام اور مخالف کی بربادی کے لئے کئی طریقوں سے دھوکہ دھمکی اور دوا دشنگ بھی دیتے رہے ہیں۔ مگر قدرتی طور پر اور عام مشاہدہ حقائق و دلائل کے سلسلے میں یہ لوگ ناکام رہے کیونکہ نہ تو یہ مسلمان ہیں نہ آریہ، ہندو اور عیسائی ہیں بلکہ صرف اور صرف قادیانی ہیں جن کا اپنا رسول اور مذہب ہے محض اسلام کو بدنام کرنے کے لئے انتہائی کمزور باتوں سے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے عیسائیوں اور آریاؤں سے شکست کھاتے رہے ہیں اور ان کو یہ تاثر دیتے رہے کہ وہ مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔ یہ ایک بڑی انگریزی عیسائی سازش تھی جو انہوں نے ہندوستان میں مرزائیوں کے ذریعہ اختیار کی تھی۔ شروع میں ان کا دعویٰ صرف مصلح اور مبلغ کا تھا۔ بعد میں مہدی اور مجدد اور آخر میں نبوت اور رسالت کا شروع کر دیا تھا۔ دراصل ان کا مقصد بھی یہی تھا۔ اس سے پہلے ریہرسل کی تھی۔ اتفاق کی بات کہ اس فتنے کو سب سے پہلے بے نقاب کرنے میں علماء پنجاب کا بڑا حصہ ہے خاص کر علماء لدھیانہ اور مجلس احرار اسلام نے ان کو ہر محاذ پر شکست فاش دی ہے۔ اس سلسلہ میں ہندو پاک کے تمام مکتبۂ فکر کے علماء و مشائخ کی خدمات اور قربانیاں ناقابل فراموش ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے سر ظفر اللہ قادیانی کے ذریعہ اہم کلیدی اور سرکاری عہدوں پر قبضہ کر لیا۔ اور

خاص طور پر بیرونی ممالک میں اپنے گماشتے سرکاری کارندوں کے ذریعہ متعین کرا دیئے اور لوگوں کو خوفزدہ کرنا شروع کر دیا کبھی بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا منصوبہ اور کبھی حکومت پر قبضے کے خواب دیکھنے لگے اور کھل کر مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی گئی مسلمانوں اور علماء پر پابندیاں سختیاں اور گرفتاریاں پریشانیاں نئے نئے طریقوں سے عائد کرا دی گئی مسلم ممالک سے تعلقات خراب کرائے گئے۔ خاص طور پر افغانستان سے تعلقات خراب کرائے گئے اس سلسلہ میں ظفراللہ قادیانی سابقہ وزیر خارجہ پیش پیش تھا ان خطرناک قادیانی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے علماء نے طے کر کے ۱۹۵۱ء میں وزیر اعظم خان لیاقت علی خان سے مولانا احتشام الحق تھانوی ؒ احمد شجاع آبادی" نے ملاقات کی اور پورے حالات و واقعات اور حقائق سے ان کو آگاہ کیا۔ انہوں نے اس سلسلہ میں تعاون کا وعدہ کیا۔ مگر اس سازش کا شکار ہو کر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد بھی یہ سلسلہ اور سرگرمیاں جاری رہیں۔ مگر قادیانی ٹولے کی اندرونی تسلط کی وجہ سے کامیابی نہیں ہوئی تو تمام مسلم مکتبہ فکر کے علماء اور سیاسی قائدین نے ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے نام سے شروع کر دی تمام مسلمانوں نے قائدین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے شمع نبوت پر پروانے اس تحریک میں شامل ہو کر مقام شہادت سے سرفراز ہوئے جن کی تعداد تقریباً بارہ ہزار ہے اور ہزاروں زخمی گرفتار اور تباہ برباد ہوئے پوری اسلامی دنیا میں اس تحریک کا اثر ہوا۔ عالم اسلام میں قادیانی فتنے کے بارے میں بیداری پیدا ہوئی اور اس سے نفرت اور حفاظت پر غور و خوض شروع ہوا۔ اس کا پاکستان میں بھی بہت اثر ہوا حکومت میں اس صورت حال پر تبدیلی ہوئی مگر توقع سے کم۔ اسی طرح ۱۹۷۴ء میں ربوہ اسٹیشن پر طلباء پر زیادتی کے بعد کے نئے جوش و جذبہ سے قادیانیوں کی زیادتی کے خلاف تحریک شروع ہوئی اس

میں بھی تمام مسلم علماء، زعما، مشائخ، دانشور، طلباء، مزدور، کسان اور ہر طبقہ فکر کے عوام اور تاجر وکلاء صحافی سب ہی شریک ہوئے۔ اس کی قیادت حضرت علامہ محمد یوسف بنوری نے فرمائی تھی اس تحریک میں بہت ہی کامیابی ہوئی۔ انہیں غیر مسلم اقلیت کافر، مرتد اور غدار قرار دلاکر باقاعدہ قومی اور تمام صوبائی اسمبلیوں میں اس کی تصدیق اور تائید کرائی گئی اور وفاقی عدالتوں میں بھی ان کے بارے میں شرعی فیصلہ دے دیا گیا مگر آج تک قادیانی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔ وہ جہاں کہیں بھی کلیدی اور اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں مل اور فیکٹریوں میں وہاں مسلمانوں کو تنگ اور پریشان رہتے ہیں۔ اور ان کے رسائل جرائد اسلامی اور قومی فیصلوں کے خلاف لکھتے رہتے ہیں۔ الفضل تحریک جدید لاہور ان کے رسائل ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی مذہبی اور سیاسی سازشیں سرگرمیاں شب و روز جاری ہیں۔ جبکہ مسلمان پرامن اور صلح پسند اور شرافت کی وجہ سے خاموش ہیں اور ملک و ملت کے مفاد کی وجہ سے کوئی اقدام نہیں کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا حالات کی معلومات کیلئے منیر عدالتی رپورٹ ۱۹۵۳ء کا مطالعہ کریں۔ مطبوعہ، مکتبہ نشاط صحابہ، راوی روڈ، لاہور پاکستان

قادیانیوں کی خطرناک چال اور نیا جال

قادیانی عام مسلمانوں کو ملک اور بیرون ملک مختلف طریقوں سے گمراہ کرتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ ہم تو مرزا غلام قادیانی کو صرف مصلح یا مبلغ مجدد کہتے ہیں اور سلسلہ احمدیہ میں بیعت کرتے ہیں اور بعض لوگوں کو کہتے ہیں ہم مرزا قادیانی کو اُمتی نبی مسیح موعود یا غیر تشریعی نبی کہتے ہیں۔ سادہ اور عام مسلمان خاص طور پر امریکہ، برطانیہ فرانس اور کینیڈا، افریقہ وغیرہ میں لوگ ان سے دھوکہ کھا جاتے ہیں اور اپنی متاع ایمان گنوا دیتے ہیں اور اس طرح وہ ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ بعض موقعوں پر قادیانی گماشتے سادہ لوح لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں وہ مرزا قادیانی کے بارے میں اور سلسلہ احمدیہ کے بارے میں استخارہ کرلیں۔ حالانکہ صاف بات ہے کہ مرزا کو مسلمان سمجھنا ہی کفر ہے بلکہ وہ تو صحیح انسان ہی نہیں تھا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ آئندہ لوگوں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کریں کہ اس نے کیا دعوے کئے۔ اس کی تحریروں کی روشنی میں کیا تھا اور کس کام کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ اسلام اور عالم اسلام کو کس طرح کتنا نقصان پہنچایا۔ تاکہ لوگ اس کے جال اور اس کی چالوں سے باخبر ہو سکیں۔ قادیانی استخارہ کے نام پر عام مسلمانوں کو تباہ کرکے یہ تاثر دیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا کردیں اور اس طرح کسی مردود اور گمراہ سے عقیدت پیدا کرلیں حالانکہ اسلام میں کسی نئے نبی کی آمد کا تصور ہی کفر سے بدتر ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ذہن نشین رکھئے کہ قادیانی مسلمانوں کو سحر جادو اور مسمریزم اور دوسرے سفلی

عملیات کے ذریعہ مرعوب اور گمراہ کرنے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں جس سے اکثر مسلمان مبلغ بے خبر ہیں اور دشمن اسلام حربے اور حرص لالچ سبز باغ دکھا کر لوگوں کو نئے جال اور اپنی خطرناک چال سے شکار کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اشاعت اور اس کے مخالفین کی تمام سرگرمیوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے اور پاکستان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ ملتان سے رابطہ رکھنا چاہیئے اس کے علاوہ تمام مکتبۂ فکر کے جید علماءِ دینی مدارس سے بھی اس سلسلہ میں رابطہ رکھنا چاہیئے

نوٹ :۔ اس کے علاوہ امریکہ افریقہ اور یورپین مغربی ممالک میں بھی عام مسلمانوں کے گھروں پر کیسٹ اور کتابچے بذریعہ ڈاک ارسال کر کے ان کو قادیانی اشتعال انگیز لٹریچر روانہ کرتے رہتے ہیں۔

میری اُمت میں تیس ۳۰ کذاب پیدا ہوں گے۔ ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وُہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ابو داؤد جلد دوم صفحہ ۲۳۴ باب الفتن
ترمذی، جلد دوم صفحہ ۴۵ ابواب الفتن
حدیث صحیح

قادیانیت کا سیکنڈ ایڈیشن "لاہوری گروہ"

مرزا غلام قادیانی کے مرنے کے بعد حکیم نور الدین بھیروی سرگودھا' قادیانیوں کا پہلا خلیفہ بنا یہ بات کم حضرات کو معلوم ہوگی کہ دراصل مرزا غلام قادیانی کی پشت پر حکیم نور الدین بھیروی ہی کام کر رہا تھا۔ کیونکہ یہ شخص بڑا جید عالم فاضل اور بہت سے علوم اور فنون کا ماہر تھا۔ اور حکیم حاذق تھا۔ مگر مرزا قادیانی کا ہم عقیدہ ہونے کی وجہ سے خارج از اسلام تھا۔ اس نے مرزا کی بہت سی پوشیدہ بیماریوں کا بڑی مہارت سے علاج کیا تھا۔ حتیٰ کہ مرزا کی نامردی' اعصابی' جنسی اور دیگر پیچیدہ بیماریوں کو درست کر دیا تھا۔ اسی لئے قادیانیوں نے مرزا کے مرنے کے بعد اس کو اپنا گرو تسلیم کر لیا تھا۔ مگر اسی دوران محمد علی لاہوری ایم اے نے اس سے اختلاف کرتے ہوئے قادیان سے لاہور منتقل ہو کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور دھوکہ دینے کیلئے ایک نہایت خطرناک نیا حربہ استعمال کیا۔ تاکہ وہ سادہ لوح مسلمانوں اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو ارتداد کے لئے نئے جال میں پھنسانے اور ان کے دلوں سے مرزائیوں کی طرف سے انکار ختم نبوت کی وجہ سے پیدا شدہ نفرت کو ختم یا کم کر سکے۔ جبکہ یہ لاہوری محمد علی کافی عرصے تک مرزا قادیانی کے ساتھ ارتداد زندیقیت اور ضلالت پھیلانے میں اس کے ساتھ شریک رہا تھا۔ اور مرزا کے تمام اسلام دشمن دعوے کفریہ عقائد انکار ختم نبوت وفات عیسیٰ منسوخ جہاد تحریف قرآن انبیاء کرام کی توہین اور اسلاف پر بد اعتمادی میں اس کا حامی تھا۔ حالانکہ اس نے اپنے عقائد کی وضاحت پر بھی مرزا قادیانی کے تمام کفریہ عقائد سے تائب اور رجوع ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ صرف ایک فراڈ کے لئے اس نے بیان دیا کہ ہم مرزا غلام قادیانی کو نبی نہیں مسیح

موعود مہدی اور مجدد مانتے ہیں۔ گویا لاہوری پارٹی کا دعویٰ ہے کہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتی بلکہ صرف مجدد مانتی ہے۔ اور غیر احمدیوں کو کافر کی بجائے فاسق قرار دیتی ہے۔ یہ کسقدر جعلسازی اور مغالطہ ہے ایک شخص جب دائرہ اسلام سے بہت سے کفریہ عقائد کے علاوہ دعویٰ نبوت کی بنا پر کافر اور مرتد قرار دیا جا چکا ہو وہ پھر کس طرح مہدی، ہادی، مسیح موعود اور مجدد بن سکتا ہے۔ ایسا آدمی تو مسلمان کیا انسانیت سے بھی گر چکا ہے۔ جو شرعی طور پر واجب التعزیر تھا اس کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ اور اس کے ہم عقیدہ لوگوں کو مسلمان سمجھنا بھی کفر ہے۔ لاہوری پارٹی کے مندرجہ بالا بیانات کس قدر پر فریب اور مغالطہ پر مبنی ہیں ملاحظہ فرمائیے اور خبردار ہو جائیے: "وہ لوگ جو مرزا غلام قادیانی کے ہاتھ پر بیعت نہیں مگر انہیں کافر اور کاذب بھی نہیں کہتے۔ ایسے لوگ بلاشبہ ایکے نزدیک کافر نہیں، فاسق ہیں۔" (النبوۃ فی الاسلام، صفحہ نمبر ۲۱۵ مطبوعہ لاہور)

محمد علی لاہوری ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: "اور مسیح موعود کی تحریروں کا انکار درحقیقت مخفی رنگ میں خود مسیح موعود کا انکار ہے" (النبوۃ فی الاسلام طبع دوم لاہور) اسی طرح لاہوری پارٹی کے پارٹی کے ایک مناظر اختر حسین گیلانی لکھتے ہیں کہ "جو تکذیب کرتا ہے۔ انکے متعلق حضور فرمایا کرتے کہ ان پر فتویٰ کفر لوٹ پڑتا ہے۔ کیونکہ تکذیب کرنے والے حقیقۃً مفتری قرار دیکر کافر ٹھہراتے ہیں۔" (مباحثہ راولپنڈی ۲۵۱ مطبوعہ قادیان) ان تحریروں کو ملاحظہ کرنے کے بعد کوئی غیرت مند مسلمان لاہوری قادیانیوں کو مسلمان کے قریب بھی تصور نہیں کر سکتا چہ جائیکہ اسے مقام مجدد اور مسیح موعود بنایا جائے لیکن بعض لوگ خاص طور پر امریکہ، برطانیہ اور فرانس میں اس گروہ کی لاعلمی کی وجہ سے شکار ہو رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک کفر اور ارتداد کا چور دروازہ ہے جو مرزائیوں نے اپنی ناکامی نامرادی اور رسوائی پر جدید طرز پر تیار کیا ہے انکی تاویلات اور تحریفات مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہیں اسلئے برصغیر کے مسلمانوں سے زیادہ بیرونی مسلمانوں کو انسے زیادہ محتاط رہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر اور فساد و فتنے سے ہمیں محفوظ فرمائے آمین

اسلامی شعائر کا غلط استعمال اور بے حرمتی

قادیانیوں کی چوری اور سینہ زوری

غیر مسلم قادیانیوں کی زیادتی اب روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ وہ کبھی کلمہ طیبہ کا بیج لگاتے ہیں اب کبھی آذان اور مسجد کا ذکر کرتے ہیں۔ کبھی قرآن کریم کی آیات پڑھتے ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب خالص اسلامی شعار ہیں اور صرف ایک مسلم ہی کو زیب دیتا ہے کہ وہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہے۔ اور اذان اور قرآن کریم کی تلاوت کرے اس کے علاوہ کسی غیر مسلم اور مرتد کو ہرگز ان کے استعمال کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ جب پوری طرح اُمت مرزائیہ کا کفر اور ارتداد ظاہر ہوگیا ہے تو ان کو ان پاکیزہ کلمات کے استعمال کا کوئی حق نہیں۔ دنیا کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کو عیسائیوں کی مذہبی اصطلاحیں استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں اسی طرح کسی یہودی کو عیسائی یا ہندوؤں کی مذہبی اصطلاح کے استعمال کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ کسی غیر فوجی کو فوجی وردی اور اس کے دیگر تمغات کا کوئی حق نہیں۔ کسی امریکی کو روسی یا کمیونسٹ نظریات کا پرچار اور اس کے پروگرام یا مونوگرام وغیرہ کے استعمال کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کسی

مسلمان کو یہودی یا قادیانی پارسی یا ہندو کے مذہبی شعائر کے استعمال کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح طور پر معلوم ہونی چاہیئے کہ کسی قادیانی یا مرزائی کو اسلامی شعائر کے استعمال کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اب اگر وہ خارج از اسلام ہونے کے بعد بھی اسلام کی اصطلاح استعمال کرتا ہے وہ مجرم ہے اور اسے قانونی اور شرعی سزا دینا اور جمہوری اور دیگر حکومتوں کا فریضہ ہے۔ کیونکہ ان سے تمام مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور اسلامی غیرت، حمیت اور شریعت کے خلاف اس حرکت کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اب قادیانی عوامی اخلاقی شرعی اور قانونی طور پر مرتد قرار پانے کے بعد اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے اور بضد ہیں تو مسلمانوں اور اسلامی حکومت کو جو اقدام کرنا چاہیئے تھا وہ کیا تو مرزائیوں نے دنیا میں انسانی حقوق اور سیاسی پناہ کے نام پر اپنی مظلومیت کا پروپیگنڈہ کر کے آسمان سر پر اٹھائے ہوئے ہیں ان کو شرم آنی چاہیئے کہ جب تم نے خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ منقطع کر لیا اور دین اسلام سے انحراف کر لیا ہے تو پھر تمہاری کیا حیثیت ہے۔ مرزا غلام قادیانی کی جعلی نبوت کا شکار ہونے کے بعد مسلمان تو کیا صحیح انسانیت بھی باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کسی مرزائی قادیانی لاہوری کو دین اسلام اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو جعلسازی کے لئے اور دھوکہ بازی کیلئے استعمال کرنا ناقابل معافی جرم ہے۔ مرزائی قادیانی دراصل بیرونی ممالک میں ان اسلامی شعائر کو استعمال کر کے وہاں کے عوام میں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ وہ اب بھی مسلمان ہیں مگر ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے اب ہر جگہ عوام و خواص باخبر ہو چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان عوام کے مطالبے پر حکومت نے ان کے اسلامی شعائر کے استعمال پر سخت پابندی

عائد کر دی ہے۔ جس کی تمام مسلمانوں نے تحسین کی ہے۔ اسی کتاب کے آخری صفحات پر ان سرکاری حکناموں کی فوٹو کاپی ملاحظہ کی جاسکتی ہے گزشتہ چند سالوں سے قادیانی شرارت اور اشتعال پھیلانے کے لئے ان حرکتوں کی وجہ سے ذلت اور رسوائی اٹھا کر سزایاب بھی ہوئے ہیں۔ ہم دنیا کے تمام غیرتمند مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ جہاں کہیں قادیانی اس قسم کی تخریب کاری میں ملوث ہوں انہیں گرفتار کرائیں اور ان کے ناپاک عزائم کو ناکام بنائیں۔

ماخذ و معاون کتب

۱. ترجمان سنۃ ۔ از مولانا سید بدر عالم مہاجر مدنی رح مطبوعہ۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور

۲. ختم نبوت کامل ۔ از مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رح مطبوعہ۔ مکتبہ المعارف دارالعلوم پاکستان کراچی۔

۳. مطالعۂ قادیانیت ۔ از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مطبوعہ نشریات اسلام کراچی۔

۴. قادیانی فتنہ ۔ از ملت اسلامیہ کا موقف پاکستان قومی اسمبلی کا متفقہ فیصلہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ۔ ملتان۔

۵. قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ۔ از پروفیسر محمد الیاس برنی رح مطبوعہ شیخ محمد اشرف لاہور

۶. قادیانی کیوں مسلمان نہیں ۔ از مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مطبوعہ عمران اکیڈمی لاہور

۷. ماہنامہ قومی ڈائجسٹ ۱۹۸۴ء اشاعت خاص قادیانیت لاہور پاکستان۔

مرزا قادیانی کی کہانی خود اس کی زبانی

مسلمانوں کو مرزا قادیانی سے کبھی کوئی بغض وعناد ذاتی یا کسی اور وجہ سے نہیں تھا۔ بلکہ خود اس کی اپنی سابقہ اور گزشتہ حالت متضاد رہی ہے کس کس بات کا ذکر کیا جائے اور کیا کیا بتایا جائے کتنے حوالے تحریر کئے جائیں۔ گالیاں، کفر، فحش، کبر و غرور، شرم و حیا کے واقعات سنائے جاتے جنہیں ذکر کرتے ہوئے بھی انسان شرماتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کو کبھی ان پر غور کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ وہ ذرا آئینہ قادیانیت میں اپنا چہرہ ملاحظہ فرمائیں تو ان پر حقیقت واضح ہو کہ وہ کیا ہیں۔ مرزا قادیانی کیا تھا۔ خود لکھتا ہے کہ چونکہ میں جس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام غلام مرتضیٰ، قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کا رہنے والا فرقہ کا پیشوا ہوں جو پنجاب کے اکثر مقامات میں پایا جاتا ہے اور نیز ہندوستان کے اکثر اضلاع حیدر آباد بمبئی مدراس اور ملک اور شام اور بخارا میں بھی میری جماعت کے لوگ موجود ہیں لہٰذا قرین مصلحت سمجھتا ہوں کہ یہ مختصر رسالہ اس غرض سے لکھوں کہ اس محسن گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر میرے حالات اور میری جماعت کے خیالات سے واقفیت پیدا کریں۔ یہ مولف تاج عزت ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند دام اقبالہٗ کا واسطہ ڈال کر بخدمت گورنمنٹ عالیہ انگلش کے اعلیٰ افسروں اور معزز حکام کے باادب گذارش کرتا ہوں کہ

براہ کرم غریب پروری اور کرم گستری اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا جائے یا سن لیا جائے۔ آگے لکھتا ہے کہ میں تاج عزت عالی جناب حضرت مکرمہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبال کا واسطہ دیتا ہوں کہ اس رسالہ کو ہمارے حکام عالی مرتبہ توجہ اوّل سے آخر تک پڑھیں۔

اپنی پیدائش کے بارے میں کشف الغطاء از تصنیف مرزا قادیانی ۔ میں کہتا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔ کتاب البریہ ص ۱۳۴ تا ص ۱۳۶ میں تفصیل ملاحظہ کریں) خود خاندان کے بارے میں لکھتا ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب دربار گورنری میں کرسی نشین بھی تھے اور سرکار انگریزی کے ایسے خیر خواہ اور دل کے بہادر تھے کہ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بہم پہنچا کر اپنی حیثیت سے زیادہ اس گورنمنٹ عالیہ کی مدد کی تھی۔ (تحفہ قیصریہ ص ۱۶ از غلام قادیانی)۔

اپنے مرض کی حالت بیان کرتا ہے اور حکیم نورالدین کو خط میں لکھتا ہے جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں عاجز مبتلا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں المکتوب حکیم نورالدین کو ایک خط میں لکھتا ہے (المکتوب جلد ۵ احمدیہ خط ۱۳) وہ دوائیں جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر آپ دے گئے تھے۔ اس کے استعمال سے بفضل تعالیٰ مجھ کو فائدہ ہوا۔ قوت باہ کو ایک فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور معتوی معدہ اور کاہلی سستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے آپ ضرور استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں مجھ کو تو یہ بہت موافق آ گئی۔

مرزا غلام قادیانی کے دعوے

اور

بدکلامی و لن ترانیوں کی جھلکیاں

مرزا غلام قادیانی کون تھا اور کس قماش کا اس کا مزاج تھا اس کی ذہنیت اور اس کی طبیعت میں اور فطرت میں کیا کیا باتیں پوشیدہ تھی جو اس کو ان چیزوں پر مجبور کرتی تھیں کہ وہ لوگوں میں ان کا اظہار کرے مندرجہ ذیل تحریریں اس کی عکاسی کرتی ہیں جو اس کی کتابوں سے علماء کرام نے مسلمانوں کے سامنے پیش کی ہیں ۔ ان واقعات اور حالات کے بعد بھی اگر کوئی قادیانی یا لاہوری ہوں کا شکار ہوتا ہے تو اس کو جان لینا چاہیئے کہ وہ خدا کے غضب اور عذاب میں مبتلا ہے ۔

دعوے

۱۔ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے ۔

(نزول المسیح ص ۱۸)

۲۔ اس واسطے کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اسی نام محمد اور احمد

میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی (ایک غلطی کا ازالہ ص۲ مباحثہ راولپنڈی)

۳۔ اس امت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہیں جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

۴۔ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ہے
(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۵۰ از مباحثہ)

۵۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔
(دافع البلاء صفحہ ۱۱)

۶۔ حق یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ کہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸)

۷۔ میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔
(نزول المسیح ص۳ حاشیہ مباحثہ راولپنڈی)

۸۔ پس باوجود اس شخص (مسیح موعود) کے دعوائے نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد و احمد رکھا گیا ہے پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا ہے۔
(ایک غلطی کا ازالہ از مباحثہ راولپنڈی)

۹۔ میں کوئی نیا نبی نہیں مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔ (الحکم اپریل ۱۹۰۸ء از مباحثہ راولپنڈی)

۱۰۔ خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی۔

(حقیقۃ الوحی حاشیہ از مباحثہ راولپنڈی)

۱۱۔ تیرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت

(تجلیات الٰہیہ ۳۶ از مباحثہ راولپنڈی)

۱۲۔ میں آدم ہوں شیث ہوں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں اسماعیل ہوں میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں میں موسیٰ ہوں میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا مظہر اتم ہوں یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں۔

(حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۷۲ نزول المسیح ص۴ از ختم نبوت ص۸)

۱۳۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

دافع البلا صفحہ ۲ از ختم نبوت یہ تمام حوالے مفتی اعظم پاکستان مولانا حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب ختم نبوت سے ماخوذ ہیں۔ شائع کردہ ادارہ المعارف کراچی ۱۴ پاکستان۔

۱۴۔ محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ——— اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ——— غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(از قاضی ظہیر الدین اکمل قادیانی منقول از اخبار پیغام صلح ۴ مارچ ۱۹۱۴ء)

اب ملاحظہ فرمائیں اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں، کو گالیاں اور انکی تکفیر

۱۵۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے۔

(الہام مرزا غلام احمد قادیانی تبلیغ رسالت جلد ۹ صفحہ ۲۷)

۱۶۔ کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کر لی ہے۔

۱۷۔ جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی ہے یہودی ہے مشرک ہے

(تذکرہ صفحہ ۲۲۷)

۱۸۔ بلا شبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہو گئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئی ہے۔

(درثمین صفحہ ۲۹۲)

۱۹۔ جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو

ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔

(انوار الاسلام صفحہ ۳۰)

۲۰۔ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۲ از خاتمہ بحث صفحہ ۲۶)

۲۱۔ کافر کہنے والا منکر ہوگا اور جو شخص اس دعوے سے منکر ہے وہ بہر حال کافر ٹھہر گیا۔

(براہین احمدیہ حصہ ۵ طبع دوم صفحہ ۶۲ خاتمہ بحث ۲۶)

مرزا قادیانی کی لن ترانیاں اور بد زبانی

۲۲۔ اس خدا کی تعریف جس نے مسیح ابن مریم بنایا

(ارلعین ۳، ۳۲)

۲۳۔ حضرت مریم ہونے کا دعویٰ۔ پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور اس کے بعد یہ کہا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی ہے اور پھر روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہوگیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا

(حاشیہ براہین احمدیہ ۴۹۶ کشتی نوح ۴۷/۴۶ حاشیہ حقیقۃ الوحی ۷۲)

کرشن اور آریوں کا بادشاہ ہونیکا دعویٰ

۲۴۔ آریہ لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ (حقیقۃ الوحی ص ۸۵ ا)

۲۵۔ حجر اسود ہونے کا دعویٰ اور بیت اللہ ہونے کا دعویٰ الہامی وہ الہام یہ ہے کہ ۔ یکے پائے من می بوسید و من می گفتم کہ حجرہ اسود منم ۔

(حاشیہ اربعین صفحہ ۴ اور ۱۵)

۲۶۔ بیت اللہ ہونے کا دعویٰ ۔ خدا نے اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے حاشیہ اربعین ۴/۱۵ حاصل ہونا عبادت مذکورہ حاشیہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ۲۶۹ کشتی نوح صفحہ ۴۷ پر موجود ہے ۔

(حوالہ جات ماخوذ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع صاحبؒ)

(مکتوبات احمدیہ جلد نمبر ۵ ۔ خط نمبر ۴ ۔ از یعقوب عرفانی قادیانی)

مرزا قادیانی کی موت :۔ لاہور میں ایک ماہ شدید بیمار رہنے کے بعد اچانک دست و قے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ۔ اس دن ۱۹۰۸ء ۲۶ مئی ساڑھے دس بجے صبح کا وقت ۔ (حوالہ ضمیمہ اخبار الحکیم ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

قومی ڈائجسٹ قادیانیت نمبر ۴ ، ۱۹۸۰ء جولائی مکہ و مدینہ کی برابری کیلئے خلیفہ محمود کا شعر ملاحظہ ہو ۔ از منصب خلافت

؎ زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

اپنے قبرستان کو بہشتی مقبرہ قرار دیا گیا ۔ کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا روئے زمین کے تمام مقابر اس زمین کا مقابلہ نہیں کر سکتیں (مرزا قادیانی کے مکاشفات ۵۹ از منظور الٰہی) قومی ڈائجسٹ ۱۹۸۴ء)

ایک اور جگہ لکھتا ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم لوگوں پر بڑے احسانات ہیں ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اسے فتنوں سے محفوظ رکھے

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۶۱ ۔ از بشیر قادیانی)

مرزا جی میں حیض کا خون ہونا اور پھر اس کا بچہ ہونا ۔

منشی الٰہی بخش کی نسبت یہ الہام ہوا یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ جو اپنی متواتر نعمتیں جو تجھ پر ہیں دکھلا دے اور خون حیض سے بچھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ

کہا تجھ میں پاک ہے پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا (حاشیہ اربعین صفحہ ۸/۷) از ختم نبوت (مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان)

مرزا قادیانی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں اور غور کریں۔ ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۹۷)

مرزا خدا ہونے کا دعوی میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں یقین کیا وہی ہوں۔ تذکرہ صفحہ ۱۹۲ ایک اور دعوی میں نے (مرزا) پہلے آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ تذکرہ ۱۹۳ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں گستاخی آپ کے خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں زناکار تھیں جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷) اور ایک جگہ لکھتا ہے کہ یہ یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ ایسے کے ناپاک اور گستاخی جملے نقل کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ کس قدر عجیب و غریب تھا جس نے خدا کے برگزیدہ رسولوں اور انبیاء اور خاندان نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنی بیوی کو ام المومنین اور اپنے گماشتے کو صحابی اور اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ اور اپنے آپ کو رسول اور نبی کہلاتا ہے مسلمانوں کو عمر بھر گالیاں دیتا ہوا اور بڑے بڑے دعوے کرتے ہوئے ہلاک ہوا۔

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام

تمام قادیانیوں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ مسلم عوام اور علماء کرام کو ان سے کسی قسم کا بغض عناد یا دشمنی نہیں ہے۔ وہ تو صرف ان کی خیر خواہی کیلئے قرآن و سنت کی روشنی میں مرزا غلام قادیانی کے دجل' مکر و فریب اور انبیاء کرام پر الزام تراشی کذب و افتراء' اسلاف پر بد اعتمادی' بدکلامی اور اسلام کے خلاف اس کی تحریف و تاویلات کا جواب بڑے احسن طریقے سے دیتے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے جھوٹے دعوے متضاد باتیں اہل حق کا تمسخر اور اس کی لن ترانیوں اور اس کے پیدا کردہ فتنہ و فساد سے مسلم عوام کو آگاہ کرتے ہیں اور اس کی اصلاح کرتے رہے ہیں۔ کیوں کہ مسلم عوام اور علماء کرام نے کوئی زیادتی نہیں کی ہے بلکہ وہ اپنی دینی اور اخلاقی ذمہ داری پوری کرتے ہیں اس کے برعکس قادیانی گروہ ابھی تک اپنی حرکتوں سے باز نہیں آیا۔ وہ کسی قسم کی صحیح بات اور حقیقت کو تسلیم نہیں کرتا ہے۔ نہ تو قرآن و سنت کی واضح حقیقتوں کو تسلیم کرتا ہے۔ اور نہ ہی سرکاری عدالتوں اور قومی اسمبلی کے قانونی اور جمہوری فیصلوں کو تسلیم کرتا ہے یہاں تک کہ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو بھی نہیں مانتا ہے۔ حالانکہ پوری دنیا کو معلوم ہے کہ اسلامی دنیا میں تمام مسلم ممالک نے انہیں غیر مسلم اور خارج از اسلام قرار دے دیا ہے۔ ایسے حالات میں انہیں ان مذکورہ فیصلوں کو تسلیم کر لینا چاہیے تھا۔ آپ کو مرزا غلام قادیانی کی کتابوں اور اس کے حالات کا

علم ہو گا۔ اور اس کے ذاتی مذہبی اور اخلاقی کرتوت بھی معلوم ہوں گے۔ اب آپ اپنے ضمیر سے معلوم کریں کہ آپ کس پوزیشن میں ہیں۔ آپ کو کیا کرنا ہے آپ اپنی ہر طرح حیثیت کیفیت کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔ دوسری جانب سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں عصمت، عظمت اور جامعیت، محبت و شفقت، شفاعت و رحمت اور مقام ختم نبوت کو ملاحظہ فرمائیں یہاں کیا کمی ہے؟ اگر آپ ہی آنکھیں بند کرلیں تو اس کا کیا علاج۔ اب بھی وقت ہے کہ ظاہری، باطنی آنکھیں کھولیں صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔ اسلام کا در رحمت ہر وقت کھلا ہوا ہے۔ مرنے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں اور مسلمانوں کی اسلامی برادری میں شامل ہو جائیں۔ آپ کی تمام پریشانیوں اور بے چینیوں، ذلت اور رسوائی گمراہی کا واحد علاج یہی ہے۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آج تمام دنیا کے لوگ تو خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آنے کے لئے بے چین ہوں اور ایک بدنصیب گروہ کفر و ارتداد کے گڑھے میں گر رہا ہو یہ بڑی عبرت کا مقام ہے۔ آیئے ضد اور تعصب چھوڑ کر خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر صدق دل سے اور صحیح طرح ایمان لے آیئے اور اللہ تعالیٰ کے آخری اور پسندیدہ دین، دین اسلام میں داخل ہو جایئے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مسلم عوام اور علمائے کرام نے بڑے خلوص اور جانفشانی سے آپ کو اصل حقائق بتاتے رہے ہیں اور پوری خیر خواہی سے دعوت اسلام دیتے رہے ہیں۔ اُمید ہے کہ آپ ہماری مخلصانہ گذارشات کو شرف قبولیت سے نوازیں گے اور ہمارے ساتھ مل کر اشاعت اسلام کی اہم خدمت کا فریضہ انجام دیں گے۔ آمین۔

آرڈیننس نمبر ۲۰

مجریہ ۱۹۸۴ء

قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کرنے کا آرڈیننس۔

چونکہ یہ قرینِ مصلحت ہے کہ قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کو خلافِ اسلام سرگرمیوں سے روکنے کے لئے قانون میں ترمیم کی جائے۔

اور چونکہ صدر کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جن کی بنا پر فوری کارروائی کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

لہٰذا اب ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کے بموجب اور سلسلے میں اسے مجاز کرنے والے تمام اختیارات استعمال کرتے ہوئے صدر نے حسبِ ذیل آرڈیننس وضع اور جاری کیا ہے۔

حصہ اوّل

ابتدائیہ

مختصر عنوان اور آغازِ نفاذ

۱۔ یہ آرڈیننس قادیانی گروپ، لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلافِ اسلام سرگرمیاں (امتناع و تعزیر) آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے نام موسوم ہو گا۔

۲۔ یہ فی الفور نافذ العمل ہو گا۔

۲ - آرڈیننس عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا۔

اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یا فیصلے کے باوجود مؤثر ہوں گے۔

حصہ دوم

مجموعہ تعزیراتِ پاکستان

(ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء) کی ترمیم

۳ - ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات

۲۹۸ - ب اور ۲۹۸ - ج کا اضافہ

مجموعہ تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵، ۱۸۶۰ء) میں باب ۱۵ میں، دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد حسبِ ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔ یعنی......

۲۹۸ - ب بعض مقدس شخصیات یا مقامات کے لئے

مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال

۱ - قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہوں یا تحریری

یا مرئی نقوش کے ذریعے۔

الف۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین صحابی یا رضی اللہ عنہ کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ مطہرہ کے علاوہ کسی ذات کو ام المؤمنین کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(ج) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان (اہل بیت) کے کسی فرد کے علاوہ کسی شخص کو اہل بیت کے طور پر منسوب کرے یا مخاطب کرے۔

(د) اپنی عبادت گاہ کو "مسجد" کے طور پر منسوب کرے یا موسوم کرے یا پکارے۔ تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

۲۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب میں عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا صورت کو اذان کے طور پر منسوب کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان دیتے ہیں تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸۔ج

قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے

ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائیگی جو تین سال تک ہو سکتی ہے، اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہو گا۔

حصہ سوم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء
(ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء) کی ترمیم

۴ - ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۹۹ - الف کی ترمیم

مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء (ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۹۸ء) میں جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ مجموعہ کے طور پر دیا گیا ہے دفعہ ۹۹ "الف" میں ذیلی دفعہ (۱) میں

الف - الفاظ اور سکتہ "" اس طبقہ کے "" کے بعد الفاظ، ہندسے، قوسین، حرف اور سکتے " اس نوعیت کا کوئی مواد جس کا حوالہ مغربی پاکستان پریس اور پبلیکیشنز آرڈیننس ۱۹۶۳ء کی دفعہ ۲۴ کی ذیلی دفعہ (۱)، کی شق (ج ی)، میں دیا گیا ہے"